عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شوال المکرم ۱۴۲۷ھ
نومبر 2006ء

جلد ۳۹/۱۰
شمارہ ۱۰

آہ...... حضرت صاحبزادہ طارق محمودؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی

جرم توہین رسالت... چند پہلو

تحفظ حقوق نسواں بل اور علماء کمیٹی.......

قادیانیت کا مکروہ چہرہ

www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: mahanamalolaak@yahoo.com

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۱۰ .... جلد ۳۹/۱۰

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ	صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی : مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمودؒ

زیر سرپرستی : خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

زیر سرپرستی : پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ : حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران : حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر : صاحبزادہ حضرت مولانا عزیز احمد

ایڈیٹر : صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

سرکولیشن منیجر : رانا محمد طفیل جاوید

منیجر : قاری محمد حفیظ اللہ

کمپوزنگ : یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا عزیز الرحمن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفےٰ
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

ناشر : صاحبزادہ عزیز احمد مطبع : تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت : جامع مسجد ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی	صاحبزادہ طارق محمود	3
قادیانیوں کی مذموم سرگرمیاں حکومت نوٹس لے	صاحبزادہ طارق محمود	4
سولہ قادیانیوں کا قبول اسلام	صاحبزادہ طارق محمود	4
فوجی ترجمان کا بیان	صاحبزادہ طارق محمود	5
نواب اکبر بگٹی کی ہلاکت......قومی سیاستدان کردار ادا کریں	صاحبزادہ طارق محمود	6

مقالات ومضامین!

جناب حضرت صاحبزادہ طارق محمود	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	9
جرم توہین رسالت......چند پہلو	حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ	13
تحفظ حقوق نسواں بل اور علماء کمیٹی	قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ	19

ردقادیانیت!

قادیانیت کا مکروہ چہرہ	حضرت مولانا مفتی سعید احمد مدظلہ	27

متفرقات!

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	42

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی!

حکومت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام شائع ہونے والے آٹھ پمفلٹ ضبط کرنے کا اعلان کیا۔ ملک بھر کے دینی، سیاسی راہنماؤں نے اس حکومتی اقدام کی پرزور مذمت کی ہے۔ حضرت الامیر خواجہ خان محمد دامت برکاتہم، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے ایک مشترکہ بیان میں شدید غم وغصہ کا اظہار کیا ہے۔ مجلس کی جانب سے شائع شدہ پمفلٹ زیادہ تر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہید کے تحریر کردہ ہیں۔ جبکہ ایک پمفلٹ ایڈیٹر لولاک (صاحبزادہ طارق محمود) کا لکھا ہوا ہے۔ مجلس کے شعبہ تصنیف وتالیف کے زیر اہتمام ایک طویل مدت سے عقیدہ ختم نبوت اور تردید مرزائیت کے حوالہ سے کتب، کتابچے اور چھوٹے بڑے پمفلٹ شائع ہوتے ہیں۔ ان کے شائع کرنے کا مقصد بھٹکے ہوئے قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کے علاوہ سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانی فتنہ کے عقائد وعزائم سے آگاہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہید کے تحریر کردہ پمفلٹ عرصہ 20,25 سال سے مسلسل شائع ہورہے ہیں۔ جن میں نہ تو فرقہ واریت کا مواد ہے نہ دہشت گردی کے جراثیم۔ مولاناؒ کی تحریر دلائل وبراہین، قرآن وحدیث اور آئمہ کے فرمودات سے عبارت ہے۔ معلوم نہیں حکومت کو یکایک ان پمفلٹوں سے کس خطرہ کی بوآئی ہے؟۔ کہاں فرقہ وارانہ فسادات کے بھڑکنے کا اندیشہ لاحق ہوگیا؟۔ دینی واصلاحی نکتہ نظر سے لکھے ان پمفلٹوں کے ذریعہ کہاں اور کیسے دہشت گردی کا احتمال پیدا ہوگیا؟۔ حکومت کو یقین رکھنا چاہئے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالہ سے یہ شائع کردہ پمفلٹ نہ تو حکومت کی روشن خیالی میں باعث رکاوٹ ہیں نہ ان پمفلٹوں میں حکومت کی پالیسیوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ نہ عزت مآب جنرل پرویز مشرف کی ذات پر تنقید کی گئی ہے۔ نہ حکومت کے خلاف عوام کو اکسانے کی کوشش کی گئی ہے۔ نہ کسی کو حکومت کے خلاف بغاوت کرنے پر اکسایا گیا ہے۔ بعض پمفلٹ تو اس قدر بے ضرر ہیں۔ جن کی ضبطگی پر حکومتی اقدام پر ہنسی آتی ہے۔ سچے مسیح کی پہچان، گالیاں کون دیتا ہے۔ قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق ایسے اصلاحی پمفلٹ ہیں۔ جنہیں ضبط کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ ان تمام ضبط شدہ پمفلٹوں کو سامنے رکھ کر مطالعہ اور مشاہدہ کرنے کے بعد ہر ذی ہوش انسان حکومتی اقدام کو احمقانہ اور غیر دانشمندانہ ہی قرار دے گا۔ مرکزی حکومت کو اس اقدام پر نوٹس لینا چاہئے۔ ق لیگ کو وقت ملے تو ہوش مندی سے کھوج لگا کر حکومت کو آگاہ کرنا چاہئے کہ حکومتی مشینری میں کس طاقت نے حکومت کی جڑیں اکھاڑنے اور عوام کی نظروں میں گرانے کا احسن فریضہ سرانجام دیا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ایک غیر سیاسی جماعت ہے۔ جس کے نہ سیاسی عزائم ہیں نہ سیاسی دلچسپی۔ یہ غیر مستحسن اقدام سرانجام دینے والوں نے حکومت کی نیک نامی کو بٹہ لگایا ہے۔ وہ یقیناً حکومت کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ وہ آستین کے چھپے سانپ ہیں۔ مرکزی حکومت انہیں تلاش کرے اور لگام دے۔ اس میں حکومت کا فائدہ بھی ہے اور نفع بھی۔

قادیانیوں کی مذموم سرگرمیاں......حکومت فوری نوٹس لے

اطلاعات کے مطابق سوات میں قادیانیوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر اپنے مذہبی لٹریچر کی تقسیم شروع کر دی ہے اور وہ خفیہ مراکز قائم کر کے وہاں اپنی مذموم سرگرمیوں کو وسعت دے رہے ہیں۔ جنگورہ میں ان کے وفد لوگوں سے باقاعدہ ملاقاتیں کر کے انہیں قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں نے ملک بھر میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی چناب نگر میں چار پانچ لاکھ روپے ایکڑ کی زمینیں ستر بہتر لاکھ روپے میں خرید کر یہاں قادیانی اسٹیٹ کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں اور ان کی چیک پوسٹیں ٹارچر سیل اور مسلح ذاتی فورسز کھلے عام قانون کا مذاق اڑا رہی ہیں۔

ملک میں قادیانیوں کی یہ مذموم سرگرمیاں ہر مسلمان کے لئے نہایت تشویش واضطراب کا باعث ہیں۔ ملکی قانون کی رو سے قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ مگر یہاں اس قانون کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے مسلمانوں کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ سوات جیسے حساس قبائلی علاقے میں ان کی سرگرمیاں ایم ایم اے کی صوبائی حکومت کے لئے بھی سوالیہ نشان ہیں۔ جبکہ چناب نگر میں ان کی مسلح غنڈہ گردی ملک میں کسی وقت بھی زبردست بدامنی کو جنم دے سکتی ہے۔ ہم وفاقی حکومت، وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعلیٰ سرحد سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس معاملے کا سختی سے نوٹس لیں اور قادیانیوں کی ایمان کش سرگرمیوں کی فوری طور پر روک تھام کریں۔

سولہ قادیانیوں کا قبول اسلام

سولہ قادیانیوں نے قادیانیت سے تائب ہو کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما صاحبزادہ طارق محمود کے ہاتھوں پر اسلام قبول کر لیا۔ فیصل آباد کے نواحی چک 109 ۔ ر۔ب اڈہ ورکشاپ جڑانوالہ روڈ پر واقع جامع مسجد شوکت علی فضلی میں گذشتہ روز ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں آٹھ مرد اور آٹھ خواتین نے پرجوش نعروں کی گونج میں اسلام قبول کیا۔ تفصیلات کے مطابق ایک خاندان کے افراد اسلام قبول کرنا چاہتے تھے۔ لیکن قادیانیوں نے انہیں حبس بے جا میں رکھا تھا۔ چنانچہ چوہدری اکرم خاکسار ایڈووکیٹ ممبر پنجاب بار کونسل نے سیشن کورٹ سے مدد حاصل کی اور بذریعہ بیلف انہیں چک نمبر 109 کے اڈہ بھٹہ شاپ سے برآمد کروایا۔ اسلام قبول کرنے والے قادیانیوں میں غلام فرید، عبدالحفیظ، محمد رفیق پسران محمد یونس کے علاوہ محمد شریف، خادم حسین، محمد طاہر، محمد شہزاد، محمد وقاص، محمد ادریس پسران محمد شریف اور اس خاندان کی آٹھ خواتین بھی شامل ہیں۔ قبول اسلام کی خوشی میں منعقد ہونے والی تقریب سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما صاحبزادہ طارق محمود نے تفصیلی بیان میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی مذہب کی حقیقت بیان کی۔ انہوں نے قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہوئے کہا کہ وہ قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے مختلف دعویٰ جات اور ان کی تحریروں پر غور کریں۔ مولانا سید عبدالغفار شاہ نے کہا قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ حضور اکرم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کافر کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مولانا رانا منظور احمد نے کہا کہ مرزا غلام

احمد قادیانی مہدی، دعویٰ مسیح اور دعویٰ نبوت میں سچے ثابت نہیں ہوتے۔ چوہدری محمد اکرم ایڈووکیٹ نے کہا قادیانیوں کو 1974ء میں پارلیمنٹ میں آئینی ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اسلام قبول کرنے والے افراد کو ہر طرح سے قانونی امداد اور تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ مقررین نے چوہدری اکرم خاکسار ایڈووکیٹ کی خدمات کو سراہا۔ مسجد شوکت علی فضلی میں منعقد ہونے والی تقریب میں معززین علاقہ نے کثیر مقدار میں شرکت کی۔ قاری عبدالواحد نے قادیانیوں کے قبول اسلام پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہم دیگر بھٹکے قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہیں۔ تقریب میں محمد اعظم رحیمی، ڈاکٹر محمد امجد، نائیک محمد صدیق، فرزند علی رحیمی، مولانا سید ابوالاعلیٰ، شہزاد اسلم، مولوی محمد دین، رانا محمد رفیق، بشیر احمد جٹ، محمد اسلم مغل کے علاوہ سید طاہر محمود گیلانی بھی موجود تھے۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات ونشریات مولوی فقیر محمد نے 16 قادیانیوں کے قبول اسلام کو اسلام کی فتح قرار دیا۔ انہوں نے کہا دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے نومسلم افراد کو تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

فوجی ترجمان کا بیان

گذشتہ دنوں آئی۔ایس۔پی۔آر کے ڈائریکٹر جنرل میجر شوکت سلطان کا بیان شائع ہوا ہے کہ: ”پاکستان آرمی میں شمولیت کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں اور یہ کہ مذہب فوج کی ملازمت میں رکاوٹ نہیں قادیانی فوج میں ملازمت اختیار کر سکتے ہیں اور دیگر غیر مسلم بھی۔“ پاک مسلح افواج کے ترجمان کے اس بیان سے دینی حلقوں میں اضطراب کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔ ظاہر ہے کہ شوکت سلطان صاحب کا جاری کردہ بیان ذاتی حیثیت کا حامل نہیں۔ بلکہ حکومتی پالیسی کا حصہ ہے۔ وہ کوئی بیان اپنی مرضی سے جاری نہیں کر سکتے۔ جاری شدہ بیان سے عالمی دنیا کو رواداری، روشن خیالی، اعتدال پسندی کا تاثر دینا محسوس ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ملک کے کسی بھی سرکاری محکمہ میں کسی پاکستانی شہری پر قدغن نہیں لگائی جانی چاہئے۔ یہ بات یقیناً انسانی بنیادی حقوق کے منافی تصور خیال کی جائے گی۔ فوج کے علاوہ باقی تمام سرکاری محکمے اس قدر حساس نہیں۔ کیونکہ فوج کسی ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی محافظ ہوتی ہے۔ پاک مسلح افواج پر دوہری ذمہ داری عائد ہے۔ وہ جغرافیائی سرحدوں کے علاوہ نظریاتی سرحدوں کی بھی نگہبان ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ جو خالصتاً کلمہ طیبہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا۔ دوقومی نظریہ اس کی اساس ہے۔ پاکستان کی مسلح افواج کا موٹو عقیدہ جہاد ہے۔ اصولی طور پر وہی لوگ فوج میں شامل ہونے کے اہل ہیں جو اس عقیدہ پر ایمان رکھتے ہوں۔ جو افواج پاکستان میں ملازمت اختیار کرنے والے شہری ایک خاص سوچ، فکر، نظریہ کے تحت اس میں شامل ہوتے ہیں۔ سرحدوں کا دفاع اور مادر وطن کے تحفظ میں جان کا نذرانہ پیش کرنا ان کا اولین مقصد ہوتا ہے۔ ایک شخص کا عقیدہ جہاد پر ایمان ہی نہیں وہ اس عقیدہ کو حرام سمجھتا ہے۔ تو اسے کیونکر پاک فوج میں شامل ہونے کا حق ہے؟۔ قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ جہاد حرام ہے۔ قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے تواتر کے ساتھ جہاد کو منسوخ قرار دیا۔ انہوں نے تنسیخ جہاد کے حوالے سے کئی کتابیں لکھیں۔ مرزا قادیانی کی خود ساختہ نبوت کا مقصد ہی یہی تھا۔ اس لحاظ سے عقیدہ جہاد کی منسوخی قادیانیوں کے لئے الہامی سند کا درجہ رکھتی ہے۔ مرزا قادیانی نے جہاد کو فرسودہ فضول قرار دیا تھا۔ قادیانی گروہ مرزا غلام

احمد قادیانی کی تعلیمات کا پیروکار اور ان کے پیغمبرانہ احکامات کا مقلد ہے۔ اس کا اندازہ چوہدری ظفر اللہ کے اس طرز عمل سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے محسن بابائے قوم محمد علی جناح کے جنازہ کے اجتماع میں موجود ہوتے ہوئے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ کیونکہ انہیں حکم ہے کہ کسی غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھیں خواہ وہ معصوم بچہ ہی کیوں نہ ہو۔

قادیانی عقیدہ جہاد کے منکر ہیں اور پاک فوج عقیدہ جہاد کی ترجمان۔ پاک فوج میں شمولیت کا دوسرا معیار نظریاتی وابستگی ہے۔ دنیا کے نقشہ پر دو ملک نظریاتی بنیاد پر قائم ہوئے۔ پاکستان اور اسرائیل...... یہی وجہ ہے کہ اسرائیل میں کسی غیر مذہب کی تبلیغ وتشہیر یا ان کو عبادت گاہیں بنانے کی اجازت نہیں۔ نہ ہی اسرائیلی فوج میں کسی غیر مذہب کو قبول کیا جاتا ہے۔ اگر اسرائیل جیسے نظریاتی ملک میں غیر مذہب یا کسی مسلمان کو برداشت نہیں کیا جاسکتا تو پاکستان جیسی اسلامی، نظریاتی مملکت میں کسی غیر مسلم کو کیونکر برداشت کیا جاسکتا ہے۔ غیر مسلم اور قادیانیوں کو فوج میں شامل کرنے کا مطلب دو قومی نظریہ سے انحراف کے مترادف ہے۔ پاک فوج میں کسی غیر مسلم کی شمولیت اس قدر قابل اعتراض نہیں۔ جس قدر قادیانی افراد کا شامل ہونا قابل اعتراض ہے۔ عیسائی، سکھ، بدھ مت، پارسی وغیرہ کھلے کافر ہیں اور اپنے کفر کو تسلیم کرتے ہیں۔ جب کہ قادیانی کافر ہوتے ہوئے بھی خود کو مسلمان کہلوانا چاہتے ہیں۔ قادیانی جماعت نظریہ پاکستان کی مخالف ہے۔ اکھنڈ بھارت ان کا الہامی عقیدہ ہے۔ ان کا ایمان ہے کہ یہ تقسیم عارضی ہے۔ ان تمام حقائق کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے کہ تقسیم میں قادیانی جماعت نے کیا کردار ادا کیا؟۔ قادیانی جماعت دینی اور نظریاتی طور پر قابل اعتماد نہیں۔ جن کا ایمان یقین، نظریہ اور حب الوطنی ہی مشکوک ہو۔ انہیں اپنی چاردیواری کے محافظوں میں شامل کرنا کوئی دانشمندی نہیں۔ ہم تو نیک نیتی سے حکومت سے استدعا کریں گے کہ منکرین جہاد کو فوج سے نکالا جائے۔

نواب اکبر بگٹی کی ہلاکت...... قومی سیاستدان کردار ادا کریں

بلوچستان کے معروف قبائلی راہنما، نواب محمد اکبر خان بگٹی کوہلو آپریشن میں ہلاک کر دیئے گئے۔ موصوف نواب بن کر جئیے اور سردار بن کر مرے۔ وہ چاہتے تو قومی سیاست دانوں کی طرح جلاوطنی قبول کر لیتے۔ چاہتے تو ہتھیار ڈال کر جان بخشی کی کوئی سبیل نکالتے۔ ہر دو صورتوں میں نواب اکبر بگٹی فوجی حکمرانوں کے رحم وکرم کے مرہون منت ہوتے۔ ان کے لئے کوئی تیسرا یا درمیانہ راستہ اس لئے بھی قابل قبول نہ تھا کہ وہ نہ تو نام نہاد سردار تھے نہ خود ساختہ نواب...... ایک روایت کے مطابق آکسفورڈ یونیورسٹی کے علاوہ اعلیٰ تعلیمی اداروں سے آراستہ زیور تعلیم ہوئے۔ لیکن انہوں نے بلوچی روایات کو کسی موقع پر ترک نہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کسی ٹائیگر کی طرح ہتھیار ڈال کر نہ اپنے آپ کو بچایا نہ جان کی بازی لگانے کے دعویدار سیاست دانوں کی طرح بیرون ملک کہیں سیاسی پناہ حاصل کی۔ نہ مایوسی کے گرداب میں پھنس جانے کے باوجود راہ فرار حاصل کی۔ نہ حکومتی جماعت میں شامل ہوئے۔ کوہلو کے سنگلاخ پہاڑوں میں جنم لینے والے سردار نے سر جھکانے کی بجائے سر کٹوا کر اسے ہمیشہ کے لئے بلند کر دیا۔ حال ہی میں شائع شدہ ایک فیچر میں نہایت ذمہ داری سے انکشاف کیا گیا ہے کہ نواب اکبر بگٹی کو گذشتہ ایک برس سے اپنی غیر طبعی موت کا یقین تھا۔ اس میں شک نہیں

کہ بلوچ سرداراور فوجی قیادت کے درمیان کشمکش، تصادم اور مزاحمت کا سلسلہ ایک مدت سے جاری تھا۔حکومت کی طرف سے 'ق' لیگ کے راہنماء چوہدری شجاعت حسین اور مشاہد حسین جب کہ حزب اختلاف کی جانب سے حافظ حسین احمد نے ان کے ساتھ مذاکرات کئے۔اخباری اطلاعات کے مطابق حکومتی جماعت کے نمائندگان کے ان کے ساتھ مذاکرات نتیجہ خیز رہے۔خود مشاہد حسین اس بات کے شاہد ہیں کہ معاملات تقریباً طے ہو چکے تھے کہ کوہلو آپریشن کا سانحہ رونما ہو گیا۔یہ بات نا قابل فہم ہے کہ دونوں فریقین کے درمیان مذاکرات جب نتیجہ خیز مرحلے تک پہنچ چکے تھے تو پھر کوہلو آپریشن کی نوبت کیوں پیش آئی؟۔اور اگر کوہلو آپریشن ناگزیر ہی تھا تو پھر مذاکرات کا گورکھ دھندہ رچانے کی کیا ضرورت تھی۔قرآئن اور بگٹی صاحب کی اپنی پیش گوئی سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ نواب اکبر بگٹی کی قسمت کا فیصلہ کہیں ہو چکا تھا۔پاکستان کے دولخت ہونے سے پہلے اسی طرح مذاکرات کے ڈرامے رچائے گئے۔تاریخی حقائق شاہد ہیں کہ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو اور شیخ مجیب الرحمٰن کے مذاکرات میں مجیب الرحمٰن کے پیش کردہ چھ نکات میں سے ساڑھے پانچ نکات پر اتفاق ہو گیا تھا۔لیکن اس کے باوجود جنرل یحییٰ خان اور ان کے رفقاء نے طے شدہ فوجی آپریشن پر عمل درآمد کروادیا۔سیاسی مفاہمت کی بجائے عسکری طاقت کے استعمال کا نتیجہ یہ نکلا کہ بنگالی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔

نواب محمد اکبر بگٹی بلاشبہ مطلق العنان، خودسر، غصیلے اور جابر سردار مانے جاتے تھے۔اس میں شک نہیں کہ دیگر قبائل کی طرح ان کے قبیلے کا اپنا نظام اور سکہ چلتا تھا۔بلوچستان میں کل 71 سرداراور تین بڑے قبیلے، مینگل، مری، بگٹی اپنے اپنے خودمختاری سرداری نظام کے ساتھ موجود ہیں۔حکومت اگر سرداری نظام کے خاتمہ کے مقدس مشن کا بیڑا اٹھانے کا عزم کر چکی ہے تو اس نیک کام کا آغاز پنجاب سے کیا جانا چاہئے تھا۔اگر بلوچستان میں عوام کی فلاح و بہبود، ترقیاتی منصوبوں، خوشحالی کی راہ میں وہاں کے سردار رکاوٹ ہیں تو پنجاب کے جاگیردار، وڈیرے بھی تو عوام کی ترقی، جمہوری اداروں کے استحکام میں کیونکر رکاوٹ کا باعث نہیں؟۔پنجاب کے جاگیردار، سردار، نواب اپنے اپنے علاقوں میں سڑکیں، سکول، تعلیمی ادارے نہیں بننے دیتے۔تاکہ ان کی سرداریاں اور جاگیریں محفوظ رہیں اور وہاں کے باشندے نسل در نسل ان کے غلام رہیں۔حکومت اس کار خیر کا آغاز پنجاب سے کرتی تو یقیناً پنجاب اور ملک بھر کے عوام حکومتی اقدام کو سراہتے۔ مخصوص حالات میں یکا یک ملک ایک پسماندہ صوبہ کے سرداری نظام کے خلاف حکمرانوں کے اقدام سے شکوک و شبہات میں مزید اضافہ ہو گا۔جنرل پرویز مشرف بلوچستان کے دو اور بڑے سرداروں کا نام لے کر تادیبی کارروائی کا عندیہ دے چکے ہیں۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت مکمل سرداری نظام کی بجائے ان چند سرداروں کو ختم کرنا چاہتی ہے۔ جنہیں وہ اپنی راہ کا روڑہ سمجھتی ہے۔

سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو بلاشبہ عوامی سطح پر محبوب راہنماء تھے۔انہیں عالمی برادری میں ایک مخصوص مقام بھی حاصل تھا۔اس کے باوجود ان کے مخالفین اور موافقین کی تعداد یکساں ہوگی۔نواب محمد اکبر بگٹی نہ تو بھٹو صاحب جیسی شخصیت تھے۔نہ ان کی طرح انہیں عوامی مقبولیت حاصل تھی اور نہ ہی عالمی سطح پر وہ ان کے ہمسر تھے۔ایک نواب اور سردار

کوعوامی سطح پر کبھی پذیرائی نہیں ملتی۔ اپنے اثر ورسوخ، وسائل اور علاقائی چوہدراہٹ کے ذریعہ پارلیمنٹ یا گورنر ہاؤس تک پہنچنا کوئی اچھنبے کی بات نہیں۔ نواب محمد اکبر بگٹی کبھی بھی ملکی سطح پر مسلمہ لیڈر تسلیم نہیں کیے گئے۔ ان کی ذات ہمیشہ متنازعہ رہی۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ ان کے مخالفین اور انہیں نہ چاہنے والے کبھی ان کی موت پر ان کے ہمدرد، غمگسار اور طرف دار کیوں بن گئے؟ مری اور مینگل قبائل نے مخالف ہونے کے باوجود نہ صرف ان کی عظمت اور بہادری اعتراف کیا ہے۔ بلکہ بلوچستان کے حساس معاملات کے حوالے سے نواب اکبر بگٹی کے مؤقف کی تائید بھی کی ہے۔ صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کھل کر کہہ چکے ہیں کہ مری اور مینگل قبائل اور ان کے سردار بلوچستان کی ترقی کی راہ میں حائل ہیں۔ اس واضح دھمکی سے آنے والے خطرات کی بوسونگھی جاسکتی ہے اور اس امر کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ فوجی قیادت کا اختلاف نواب اکبر بگٹی سے نہیں۔ ان کے مخالف قبائل سے مخاصمت کا مطلب بلوچستان کے مخصوص مسائل سے ہے۔ نواب محمد اکبر بگٹی کا قتل کیوں ناگزیر تھا؟ پوری قوم اس سوال کا جواب جاننا چاہتی ہے۔

نواب محمد اکبر بگٹی کا منصوبہ بندی سے کیا جانے والا قتل کوئی معمہ نہیں۔ بلوچستان کے قوم پرستوں میں انہیں وفاق کا معتمد ترین آدمی سمجھا جاتا تھا۔ ڈیرہ بگٹی کے قریب گیس کے ذخائر اور تنصیبات کی نازک ترین ذمہ داری ایک طویل مدت سے انہیں سونپی گئی۔ موجودہ حکومت سے ان کے اختلافات اور باہمی تصادم کی نوبت کے حوالہ سے بنیادی محرکات اور اسباب کیا تھے؟ جب چوہدری شجاعت حسین اور مشاہد حسین ضمیر کی قید سے آزاد ہوں گے تب اصل راز ہائے دروں منظر عام پر آئیں گے۔ تاہم حالات وواقعات کے تناظر میں نواب محمد اکبر بگٹی کے قتل کے پس منظر کا اندازہ لگایا جانا کوئی مشکل نہیں۔ بلوچستان میں حکومت نے جو میگا پراجیکٹس شروع کیے۔ اکبر بگٹی کے ان کے بارے میں کچھ تحفظات تھے۔ ان کی نوعیت کیا تھی اور حکومت نے انہیں کس طرح مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ اس بارے میں اخبارات اور میڈیا میں دونوں فریقین کے مؤقف کا اعادہ ہوتا رہا۔ نواب اکبر بگٹی اور دیگر سرداروں کی بے چینی کا اندازہ اسی وقت لگایا گیا تھا جب حکومت نے بلوچستان میں بالخصوص ڈیرہ بگٹی، کوہلو، اور گوادر میں فوجی چھاؤنیاں بنانے کا اعلان کیا تھا۔ بلوچی سردار بخوبی جانتے تھے کہ ان چھاؤنیوں کے قیام کا مقصد سرداری نظام کو ختم کرنا ہے۔ حکومت کا یہ اقدام ان کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ غالباً یہی وہ بنیادی محرک تھا۔ جس نے بلوچی سردار کو مسلح محاذ آرائی پر آمادہ کیا اور وہ گھر سے نکل کر پہاڑ کے دامن میں مورچہ بند ہوگیا۔ نواب اکبر بگٹی اس دنیا سے تو چلے گئے۔ لیکن ان کی موت بلوچستان کے سرداروں کو معنی خیز پیغام دے گئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مری اور مینگل سردار طاقت وقوت کے سامنے سر جھکاتے ہیں یا بگٹی کی طرح سر کٹاتے ہیں۔

بلوچستان عالمی طاقتوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ وہ اپنے اپنے مفادات کے پیش نظر اس حساس علاقہ کو تختہ مشق بنانا چاہتے ہیں۔ قومی سیاستدانوں کو حالات کی سنگینی کے تحت بھرپور مثبت کردار ادا کرنا ہوگا۔ اکبر بگٹی کی موت اور خاص طور پر تدفین پر حکومت کا معاندانہ رویہ یقیناً حالات پر اثر انداز ہوگا۔ اب مسئلہ اکبر بگٹی کی ذات کا نہیں۔ بلکہ بلوچستان کے عوام کے اعتماد کا ہے۔ کہیں بنگالیوں کی طرح ان کے دلوں میں احساس محرومی پیدا نہ ہو۔ ان حالات میں پنجاب اور پنجابی سیاستدانوں کو جرأت اور حکمت وتدبر کے ساتھ اپنا سیاسی کردار ادا کرنا ہوگا۔

(صاحبزادہ طارق محمود صاحب کا لکھا ہوا آخری اداریہ)

آہ! جناب صاحبزادہ طارق محمودؒ!

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

جامع مسجد محمود ریلوے کالونی فیصل آباد کے خطیب‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن‘ ماہنامہ ’’لولاک‘‘ ملتان کے ایڈیٹر‘ بنات الاسلام ہائی اسکول کے مینجنگ ڈائریکٹر‘ صاحبزادہ طارق محمود صاحبؒ ۱۲/ستمبر ۲۰۰۶ء بروز منگل سہ پہر دل کا عارضہ پیش آنے سے انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

صاحبزادہ طارق محمود صاحبؒ ۱۹۴۸ء میں مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کے گھر پیدا ہوئے‘ چار بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد کے قائم کردہ طارق مسلم اسکول ۱۳/ جناح کالونی فیصل آباد میں حاصل کی۔ امین پور بازار سے باہر ایم بی ہائی اسکول سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے بی اے کیا‘ کالج کے زمانہ میں طلباء کی یونین کے گروپ لیڈر رہے اور کالج میں تقریری مقابلہ میں حصہ لیتے رہے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد کپڑا سازی کی صنعت ’’لومیں‘‘ لگائیں‘ ہمارے ملک بھر میں بھیڑ چال ہے ’’لوموں‘‘ کی صنعت کامیاب دیکھ کر اداکاروں سے لے کر خطباء تک سب نے ’’لومیں‘‘ لگائیں‘ بھٹو صاحب کے عہد اقتدار میں اس صنعت پر بحران آیا تو اسے چھوڑ کر جامعہ کلاتھ مارکیٹ میں ہول سیل کپڑے کی دکان کھول لی اور اپنے والد گرامی کی وفات ۱۹۸۴ء تک اس سے وابستہ رہے۔

تعلیم کے بعد رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے‘ موضع میلم ہری پور ہزارہ سے اپنے عزیزوں کے ہاں شادی ہوئی‘ بہت دھوم دھام سے شادی کی‘ آغا شورش کاشمیریؒ نے آپ کی شادی پر سہرا لکھا‘ شادی میں ہر طبقے کے سینکڑوں مہمانوں کو مولانا تاج محمود صاحبؒ نے بلایا‘ اس موقع پر کمشنر فیصل آباد نے فیصل آباد کریسنٹ ملز کے مالک سے کہا کہ مولانا تاج محمود صاحبؒ نے شادی کا اتنا عمدہ واعلیٰ اہتمام کرکے ثابت کردیا ہے کہ علماء کو صرف کھانا نہیں بلکہ کھلانا بھی آتا ہے۔

صاحبزادہ طارق محمود صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں اور تین بیٹیوں کا باپ بنایا‘ صاحبزادہ صاحبؒ نے جب اس دنیا میں آنکھ کھولی تو فیصل آباد میں مولانا حافظ عبدالمجیدؒ نابینا بی اے فاضل دیوبند‘ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید مولانا محمد یونسؒ امروہی‘ مولانا حکیم عبدالرحیمؒ اشرف‘ مولانا محمد صدیق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے مولانا انوریؒ‘ مولانا عبدالرحمنؒ فاضل دیوبند‘ مولانا مفتی زین العابدینؒ فاضل ڈابھیل‘ مولانا محمد ضیاءؒ القاسمی‘ مولانا صاحبزادہ فضل رسول‘ مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ‘ مولانا محمد اسماعیل گوجرویؒ‘ مولانا عبیداللہ احرار ایسے بیسیوں علماء‘ فضلاء‘ خطباء سے فیصل آباد کے در و دیوار روشن تھے۔ اس وقت ملک میں حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ‘ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ‘ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ‘ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ‘

مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ' مولانا سید عطاء المنعم بخاریؒ' مولانا محمد شریف جالندھریؒ' مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ' مولانا صاحبزادہ فیض الحسنؒ' آغا شورش کاشمیریؒ' مولانا عبیداللہ انورؒ' مولانا سید مظفر علی شمسی' علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ' مولانا عبدالستار روپڑیؒ' شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ' مولانا شمس الحق افغانی' مولانا عبدالستار خان نیازیؒ' مولانا بادشاہ گلؒ' مولانا غلام غوث ہزارویؒ' مولانا حکیم عبدالسلام ہزارویؒ' مولانا سید نورالحسن بخاریؒ' مولانا مفتی محمودؒ' مولانا دوست محمد قریشیؒ' نوابزادہ نصراللہ خانؒ' فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ' ایسے سینکڑوں علماء کرام کے علم وفضل کے چرچوں سے پاکستان گونج رہا تھا' ان سب حضرات سے مولانا تاج محمود صاحبؒ کے نہ صرف برادرانہ تعلقات تھے بلکہ یہ سب حضرات جب چنیوٹ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لاتے تو آتے جاتے مولانا تاج محمود صاحبؒ کے ہاں ننھا طارق محمود ان کی زیارت سے مستفیض ہوتا اور ان کی میزبانی کی خدمات میں شریک ہوتا اور ان کی شفقتوں سے اپنے آپ کو مالا مال کرتا' حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ایک بار فیصل آباد مولانا تاج محمودؒ کے ہاں تشریف لائے تو طارق محمود چند اوزار لے کر کسی چیز کے بنانے میں معصومانہ اداؤں کے ساتھ منہمک تھا' شاہ جی نے دیکھا تو فرمایا کہ تاج محمود میرا یہ بیٹا انجینئر ہے' پھر جب بھی حضرت شاہ جی مولانا کو خط لکھتے تو میرے بیٹے انجینئر کو پیار کے الفاظ ضرور لکھتے' اس ماحول میں صاحبزادہ طارق محمود صاحبؒ نے بچپن گزارا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں صاحبزادہ ابھی بچپن کی زندگی گزار رہے تھے' مولانا تاج محمود صاحبؒ کی گرفتاری کے لئے پولیس نے چھاپا مارا تو یہ معصوم صاحبزادہ واحد اپنی والدہ اور بہنوں کا نگہبان تھا۔ حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ نے اردو' فارسی کالج کی بنیاد رکھی اور بنات الاسلام اسکول انجمن نصرت الاسلام کے تحت قائم کیا تو ان تمام سرگرمیوں میں اپنی عمر کے اعتبار سے صاحبزادہ صاحبؒ سب کے نشیب وفراز سے واقف تھے۔ البتہ تمام اکابر علماء سے شناسائی اور ان سے برخوردارانہ تعلقات کے باوجود تبلیغی و جماعتی سرگرمیوں میں عملاً شریک نہ تھے' سوائے اس کے کہ چنیوٹ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس اور شہر کے جلسوں میں رفقاء اور دوستوں کے گروپ کے ساتھ سامع کی حیثیت سے شرکت کرتے اور بس۔

۱۹۸۴ء میں اپنے والد گرامی کی وفات کے تعزیتی جلسہ میں آپ نے پہلا عوامی خطاب کیا' اور بڑی گھن گرج اور اعتماد کے ساتھ ایسا پُر اثر بیان کیا کہ مولانا مرحوم کی وفات کے صدمہ سے نڈھال دوستوں کے بھی حوصلے بلند کر دیئے' خطاب کے بعد حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آپ کے کندھوں کو تھپکایا اور دونوں ہاتھوں سے صاحبزادہ صاحبؒ کے چہرہ کو گرفت میں لے کر شفقت کا ہاتھ پھیرا' اس دن سے صاحبزادہ صاحبؒ نے داڑھی رکھ لی اور اپنی تمام تر توانائیاں' مسجد' محراب ومنبر' ہفت روزہ لولاک اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کر دیں۔ پیپلز کالونی کی ایک مسجد میں جمعہ کے خطبہ کے لئے کمر باندھی اور تین چار ماہ میں دینی موضوعات پر خطاب کے لئے اتنی بھرپور تیاری کر لی کہ دوست ودشمن کو حیران کر دیا' اپنے کاروبار کو سمیٹا' والد مرحوم کے قائم کردہ بنات الاسلام کی باقاعدہ نگرانی اور اہتمام کو سنبھالا' ان دنوں ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت زوروں پر تھی' ملک کے بعض اہم جلسوں سے خطاب

کیا‘ فیصل آباد میں تحریک ختم نبوت کے لئے دن رات ایک کر دیئے۔ ۲۵ اپریل ۱۹۸۴ء کی شام کو بھاری بھرکم وفد لے کر راولپنڈی راجہ بازار مدرسہ تعلیم القرآن میں ۲۶/ اپریل کی آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے حکومتی تمام تر روکاوٹوں اور پابندیوں کے باوجود کانفرنس میں پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ ۲۶/ اپریل کو امتناع قادیانیت قانون منظور ہوا اور یوں فاتح بن کر راولپنڈی سے فیصل آباد تشریف لائے‘ برطانیہ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں کئی بار شریک ہوئے واپسی پر حرمین کی زیارت وعمروں کا شرف حاصل کیا۔

حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کی بیماری کے زمانہ میں فقیر کو حضرت کی موجودگی میں جمعہ پڑھانے کا اعزاز حاصل رہا۔ وفات کے بعد صاحبزادہ صاحبؒ مرحوم کی خواہش پر حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے راقم کو جمعہ کے لئے حکم فرمایا‘ چار پانچ ماہ یہ سلسلہ چلا‘ محترم صاحبزادہ صاحبؒ پیپلز کالونی سے جمعہ پڑھ کر جلدی گھر آ جاتے‘ جمعہ کے بعد آستانہ محمودؒ پر حضرت مرحوم کے رفقاء کی مجلس لگتی‘ یوں صاحبزادہ صاحبؒ مرحوم نے والد گرامی مرحوم کے تمام جماعتی وذاتی حلقہ کے تمام دوستوں کے دلوں میں گھر کر لیا‘ کچھ عرصہ بعد سالانہ ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کے لئے فقیر کو سفر کرنا تھا‘ جامع مسجد محمود میں خطبہ جمعہ کے لئے اب کسی بھی ساتھی کو ادھر ادھر دیکھنے کی ضرورت نہ تھی‘ محترم صاحبزادہ طارق محمود مرحوم و مغفور اپنی بھرپور محنت اور اخلاص بھری کوشش سے اس اسٹیج پر آ گئے تھے کہ وہ والد مرحوم کے محراب ومنبر کو سنبھالیں اور جانشینی کا حق ادا کریں‘ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جامع مسجد محمود میں خطبہ جمعہ کا آغاز کر دیا‘ فقیر برطانیہ کے سفر سے واپس کراچی حاضر ہوا‘ فون کر کے خیر خیریت دریافت کی‘ صاحبزادہ صاحبؒ کی وضع داری اور شرافت دیکھیں کہ وہ فقیر سے کئی گنا اچھے خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے‘ لیکن بایں ہمہ فقیر کو حکم فرمایا اور بہت اصرار کیا کہ حسب سابق آپ خطبہ جمعہ کو جاری رکھیں‘ فقیر نے عرض کی کہ میں آپ کے والد گرامی کا ادنیٰ خادم ورضا کار تھا‘ میری سعادت تھی کہ حضرت مرحوم کی جگہ مجھے کھڑا کیا گیا‘ اب آپ نے ماشاء اللہ مجھ سے اچھا اس کام کو سنبھال لیا ہے‘ میرے لئے اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ آپ کو آپ کے والد مرحوم کے منبر پر اس آب وتاب جاہ وجلال کے ساتھ خطاب کرتا دیکھوں‘ کسی جمعہ آپ کا بیان سننے کے لئے آنا ہوا تو زہے نصیب ورنہ آپ اسے سنبھالیں‘ فقیر کی منت وخوشامد پر انہوں نے اصرار چھوڑ دیا‘ یوں آپ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا‘ آپ کے جنازہ پر پاکستان کے سابق صدر ریٹائرڈ جسٹس چوہدری محمد رفیق تارڑ صاحب نے بہت ہی خوبصورت جملہ کہا کہ: ”طارق نے اپنے والد کی جانشینی کا حق ادا کر دیا“ اور واقعہ بھی یہی ہے بنات الاسلام ہائی اسکول کے تعلیمی وانتظامی امور کو عروج پر لے کر گئے‘ اپنے والد مرحوم کی خطابت پر مشتمل کیسٹوں‘ دینی کتب کے مطالعہ سے ”صدائے محراب“ خطابت پر کتاب لکھی‘ جسے آج بھی نو آموز خطیب کی بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بنیادی حیثیت حاصل ہے‘ آپ کئی ضخیم کتابوں کے مصنف تھے۔

محترم صاحبزادہ صاحبؒ نے ہفتہ وار لولاک کو سنبھالا‘ نپی تلی تحریر جو ادبی ذوق کا مظہر اتم ہوتی تھی‘ ان کے جاندار اداریوں سے ہفتہ وار لولاک کی ساکھ کو برقرار رکھا‘ اپنے والد گرامی کی جگہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن نامزد ہوئے‘ کئی بار مجلس کے شعبہ نشر واشاعت کے مرکزی ناظم مقرر ہوئے‘ غرض آپ نے اپنی بھرپور صلاحیتوں

اور انتھک محنت سے خوب نام ومقام پیدا کیا۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے تمام تر انتظامات آپ کی توجہ سے ہوتے۔ اس سال وفات سے چند روز بعد ہونے والی ۲۵ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی استقبالیہ کے آپ صدر تھے اور آپ کے نام سے دعوت نامہ شائع ہوا۔

آپ نے اپنے والد گرامی کی قائم کردہ مسجد کو نئے سرے سے تعمیر کرنے اور وسیع کرنے کا منصوبہ بنایا' فیصل آباد کے ایک صاحب خیر (اللہ تعالیٰ ان کے مال واولاد عمر اور نیک اعمال میں برکت نصیب فرمائیں) انہوں نے تعمیر کے لئے حامی بھری' پرانی مسجد کے ساتھ ملحقہ آبائی مکان گرا کر مسجد میں شامل کیا' نقشہ بنا' تعمیر شروع ہوئی' فلک بوس خوبصورت دیدہ زیب مسجد تو تعمیر ہوگئی' لیکن صاحبزادہ مرحوم تھک گئے' ریلوے کالونی سے اپنا گھر پیپلز کالونی منتقل کرلیا' اسکول جناح کالونی میں' مسجد کی تعمیر ریلوے کالونی میں' جماعتی گھریلو ذمہ داریاں' تبلیغی دورے پورے ملک میں' ان مصروفیتوں نے صاحبزادہ صاحب کو ایسا پھنسایا کہ شوگر کے مریض ہوگئے' پھر بھی ہمت نہ ہاری' کچھ عرصہ بعد دل کی تکلیف نے ڈیرے ڈال دیئے' ڈاکٹروں نے آرام کا مشورہ دیا' آپ نے اپنی ذمہ داریوں کو تقسیم کرنا شروع کیا' ان مصروفیتوں کے باعث ہفتہ وار لولاک کی اشاعت سخت متاثر ہوئی' تو اسے بجائے ہفت روزہ کے ماہنامہ کردیا' اور بجائے فیصل آباد کے ملتان سے شائع کرنے کے لئے کلیۃً مجلس کے سپرد کردیا' صرف اداریہ لکھنے کی ذمہ داری کو قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کہ آخری روز فون کرکے جو فقیر کے لئے مرحوم کا آخری فون تھا اطلاع دی کہ اداریہ لکھ لیا ہے' مسجد کے ساتھ مکان کی ضروری تعمیر سے بھی فارغ ہوگیا ہوں' کل پرسوں تک چناب نگر کورس کے شرکاء کو لیکچر دینے کے لئے بھی حاضر ہوں گا' کانفرنس کے لئے اسپیکر و لائٹ کا ایک پارٹی کے ذمہ کام لگادیا ہے' اب کانفرنس اور جماعتی کاموں کے لئے جہاں فرمائیں گے بالکل فارغ ہوں' تقریباً دس بجے فون پر بہت ہی پر اعتماد گفتگو فرمائی' عصر سے قبل اطلاع ملی کہ وہ آخرت کو سدھار گئے' جس دن کورس کے لئے چناب نگر آنا تھا' اسی دن فیصل آباد جنازہ ہوا' ہزاروں کا اجتماع تھا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مخدومی حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے امامت فرمائی' ظہر سے قبل اپنے والدین کے پہلو میں آسودہ حال ہوئے' عاش محمودا ومات محمودا...... رفتید ولے نہ از دل ما...... رہے نام اللہ تعالیٰ کا ''کل من علیھا فان ویبقی وجه ربك ذو الجلال والاکرام''

قارئین کرام! فقیر کو اپنی زندگی میں پہلی بار حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان مرحوم کی شہادت پر کئی دن قلم پکڑنے کی ہمت نہ ہوسکی' اب دوسری بار صاحبزادہ مخدومی ومخدوم زادہ طارق محمود صاحبؒ کی وفات کے بعد تقریباً پندرہ روز گزرنے کے بعد آج قلم اٹھایا' لیکن ان کی وفات کے تذکرہ پر پہنچ کر دماغ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی ہے کہ ان کے جنازہ اور بعد کے حالات قلمبند کرنے کی ہمت تو درکنار تصور سے بھی طبیعت میں گھبراہٹ طاری ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جواں سال صاحبزادہ مبشر محمود جو حافظ وقاری ہیں' انہیں اپنے والد کا جانشین بنائے' بڑے صاحبزادہ شاہد محمود' حافظ فہد محمود اور ان کی بہنوں کو صبر جمیل نصیب فرمائے' اس پر اکتفا کرتا ہوں کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ بحرمة النبی الامی الکریم۔

دوسری اور آخری قسط

جرمِ توہینِ رسالت.........چند پہلو

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

④......عیسائی دنیا کی اسلام دشمنی:

عیسائی دنیا کے ساتھ عالم اسلام کے تصادم کی بڑی طویل تاریخ ہے اور باہمی دشمنی کی جڑیں صدیوں پر محیط ہیں، عیسائی پادریوں کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں کے خلاف ان کے پروپیگنڈے کا خود عیسائی مؤرخین نے اعتراف کیا ہے۔ مشہور مورخ ڈوزی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

”سب سے بڑھ کر پادری تھے جو شدید پیچ وتاب کھاتے تھے۔ جبلی طور پر وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیروکاروں سے نفرت کرتے تھے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی تعلیمات کے بارے میں وہ انتہائی باطل نظریات رکھتے تھے یا جس طرح وہ عربوں کے درمیان رہتے تھے، تو ان کے لئے اس سے زیادہ کوئی چیز آسان نہ تھی کہ وہ ان معاملات میں سچائی سے آگہی حاصل کرتے، لیکن انہوں نے اڑیل انداز سے، سرچشمہ کے اس قدر قریب ہونے کے باوجود اس حصول آگہی سے انکار کرتے ہوئے مکہ کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہر قسم کے مضحکہ خیز افسانے پر اعتبار کرنے اور اس کی تشہیر کرنے کو ترجیح دی، خواہ ایسے افسانے کا ماخذ کچھ بھی نہ ہو“۔ (ہسپانوی اسلام، صفحہ:۲۶۸)

اور سجے سانڈرس لکھتا ہے:

”اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ پیغمبر عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیسائیوں نے کبھی بھی ہمدردی اور التفات کی نظر سے نہیں دیکھا جن کے لئے حضرت عیسیٰ کی شفیق اور معصوم ہستی ہی آئیڈیل رہی ہے۔ عیسائیت کو اسلام سے پہنچنے والے نقصانات اور وہ پروپیگنڈا جو صلیبی جنگوں کے دور میں پھیلایا گیا، غیر جانبدارانہ رائے کے لئے ممد ومعاون نہ تھے اور اس وقت سے لے کر تقریباً آج تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو متنازعہ لٹریچر میں پیش کیا گیا ہے۔ بے ہودہ کہانیاں پھیلائی گئیں اور طویل عرصے تک ان پر یقین کیا جاتا رہا ہے“۔

(عہد وسطیٰ کے اسلام کی تاریخ......صفحہ:۳۴-۳۵)

ڈبلیو منٹگمری واٹ اپنی کتاب ''اسلام کیا ہے؟'' میں رقمطراز ہے:

''مشکل یہ ہے کہ ہم اس گہرے تعصب کے وارث ہیں، جس کی جڑیں قرون وسطی کے جنگی پروپیگنڈے میں پیوست ہیں۔ اب اس کا وسیع پیمانے پر اعتراف کیا جانا چاہئے۔ تقریباً آٹھویں صدی عیسوی سے عیسائی یورپ نے اسلام کو اپنا عظیم دشمن سمجھنا شروع کیا جو عسکری اور روحانی دونوں حلقہ اثر میں اس کے لئے خطرہ تھا۔ اسی مہلک خوف کے زیر اثر عیسائی دنیا نے اپنے اعتقاد کو سہارا دینے کے لئے اپنے دشمن کو ممکنہ حد تک انتہائی ناپسندیدہ نظر سے پیش کیا۔ حتی کہ بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں بھی ان کے کچھ اثرات باقی ہیں''۔

(اسلام کیا ہے، صفحہ:۲۰۱)

ایک اور جگہ ڈاکٹر واٹ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ: ''اسلام کے بارے میں ہمارا رویہ مجموعی طور پر غیر جانبدرانہ نہیں ہے۔ کسی حد تک اب بھی ہم عہد وسطی کے جنگی پروپیگنڈے کے زیر اثر ہیں''۔

ان اقتباسات کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کے ساتھ عیسائی دنیا کی دشمنی اسے توہین رسالت کے جرم پر وقتاً فوقتاً آمادہ کرتی رہی ہے اور گذشتہ دو تین صدیوں سے ''آزادی اظہار رائے'' کی جو مسموم ہوا یورپ میں چل پڑی ہے، اس ناقابل معافی جرم کو بھی وہ اس کے بھینٹ چڑھانے کی سعی کر رہی ہے، پاکستان میں قابل فہم طور پر ایک اسلامی ریاست ہونے کے ناطے ''توہین رسالت'' کی سزا موت ہے، مغربی ممالک نے اس قانون کے خلاف بڑا واویلا مچایا اور اسے ''آزادی'' کے خلاف قرار دے کر مختلف حکومتوں پر یہ تو تیں دباؤ ڈالتی رہیں لیکن الحمدللہ یہاں کی عوامی قوت کے خوف سے کوئی حکومت اب تک اس میں تبدیلی نہیں کر سکی ہے۔

ایک مشہور بیوروکریٹ اور ادیب قدرت اللہ شہاب نے اس سلسلے میں مسلمانوں کے جذبات کا تجزیہ کرتے ہوئے کافی حد تک صحیح لکھا ہے کہ:

''رسول خدا کے متعلق اگر کوئی بدزبانی کرے تو لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ تو مرنے کی بازی لگا بیٹھتے ہیں، اس میں اچھے، نیم اچھے، بُرے مسلمان کی بالکل کوئی تخصیص نہیں، بلکہ تجزیہ تو اسی کا شاہد ہے کہ جن لوگوں نے ناموس رسالت پر اپنی جان عزیز کو قربان کر دیا، ظاہری طور پر نہ تو وہ علم وفضل میں نمایاں تھے اور نہ زہد وتقوی میں ممتاز تھے۔ ایک عام مسلمان کا شعور اور لاشعور جس شدت اور دیوانگی کے ساتھ شان رسالت کے حق میں مضطرب ہوتا ہے، اس کی بنیاد عقیدہ سے زیادہ عقیدت پر مبنی ہے، خواص میں یہ عقیدت ایک جذبہ اور عوام میں ایک جنون کی صورت میں نمودار ہوتی ہے''۔

ایک عام مسلمان کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت ومحبت کا یہ عالم ہے کہ وہ ناموس رسالت پر کٹ مرنے کو اپنے لئے مایہ فخر سمجھتا ہے اور مولانا محمد علی جوہر کی ایمانی غیرت وحمیت کے یہ الفاظ تقریباً ہر

مسلمان کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں:

''جہاں تک خود میرا تعلق ہے، مجھے نہ قانون کی ضرورت ہے نہ عدالتوں کی حاجت، اگر کوئی ہندوستانی اس قدر شقی القلب ہے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے ان میں سب سے اشرف نبی سرور کونینؐ اور باعث تکوین دو عالم کا جو تقدس میرے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، اس کا اتنا پاس بھی نہیں کرتا کہ اس برگزیدہ ہستی کی توہین کرکے میرے قلب کو چور چور کرنے سے احتراز کرے...... تو مجھ سے جہاں تک صبر ہوسکے گا، صبر کروں گا، جب صبر کا جام لبریز ہوجائے گا تو اٹھوں گا اور یا تو اس گندہ دل، گندہ دماغ، گندہ دہن کافر کی جان لے لوں گا یا اپنی جان اس کی کوشش میں کھودوں گا''۔ (مولانا محمد علی جوہر، آپ بیتی اور فکری مقالات، صفحہ:۲۳۲)

جب کہیں مسلمان خود اقلیت میں ہوگئے یا مسلمانوں کی عدالتیں غیروں کے دباؤ میں آگئیں، اور وہاں توہین رسالت کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے انصاف کے راستوں میں رکاوٹیں پیش آنے لگیں، تب سے عام مسلمانوں نے کسی قانون اور عدالت کی پرواہ نہیں کی، غازی علیم الدین شہید سے لے کر عامر چیمہ شہید تک ناموس رسالت پر کٹ مرنے والے سعادت مندوں نے خود کو فنا کر کے دوام حاصل کیا۔

جہاں تک آزادی یا آزادی اظہار رائے کا تعلق ہے تو دنیا کے کسی بھی دستور میں ''آزادی مطلق'' کا حق نہیں دیا گیا، یہاں سیکولر ہونے کے دعوی دار چند معروف دستوروں کے حوالے دیئے جاتے ہیں:

سب سے پہلے فرانس کو لے لیں جہاں کے اخبارات نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اہانت آمیز خاکے شائع کئے ہیں اور اسے ''آزادی اظہار رائے'' کا اپنا حق قرار دیا ہے، اس کے آرٹیکل نمبر۱ میں کہا گیا ہے: ''انسان آزاد پیدا ہوا ہے اور آزاد رہے گا اور سب کو مساوی حقوق حاصل ہوں گے، لیکن سماجی حیثیت کا تعلق مفاد عامہ کے پیش نظر کیا جائے گا''۔

اور آرٹیکل نمبر۴ میں کہا گیا ہے: ''آزادی کا حق اس حد تک تسلیم کیا جائے گا جب تک کہ اس سے کسی دوسرے شخص کا حق متاثر یا مجروح نہ ہو اور ان حقوق کا تعین بھی قانون کے ذریعہ کیا جائے گا''۔

جرمنی کے آئین کے آرٹیکل نمبر۵ میں کہا گیا ہے: ''ہر شخص کو تحریر، تقریر اور اظہار خیال کی آزادی کا حق حاصل ہے''۔ مگر اس کے ذیلی آرٹیکل نمبر۲ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ حقوق شخصی عزت و تکریم کے دائروں میں رہتے ہوئے استعمال کئے جاسکیں گے۔

امریکی دستور میں بھی مطلق آزادی کا کوئی تصور نہیں، امریکن سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق دستور میں ایسی تحریر اور تقریر کی اجازت نہیں جو عوام میں اشتعال انگیزی یا امن عامہ میں خلل اندازی کا سبب بنے یا اس سے اخلاقی بگاڑ پیدا ہو، ریاست کو ایسی آزادی سلب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، اسی طرح آزادی مذہب کے نام پر توہین مسیح کے

ارتکاب کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ (امریکن سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی تفصیل محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے اپنی کتاب ''ناموس رسالت اور توہین رسالت'' کے باب پنجم میں لکھی ہے)

یہی حال برطانیہ کا ہے، وہاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا برطانیہ کی ملکہ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کی اجازت نہیں، وہاں ہائیڈ پارک میں ''سپیکر کارنر'' کے نام سے ایک گوشہ مختص ہے جہاں مخصوص اوقات میں ہر شخص کو جو جی میں آئے کہنے یا بکنے کی چھوٹ دی گئی ہے، لیکن یہاں بھی کسی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرے یا ملکہ کی شان میں گستاخی کرے۔

جب خود ان قوموں کے دساتیر میں '' آزادیٔ اظہار رائے'' کو مشروط کیا گیا کہ اس کی اسی وقت اجازت ہے جب وہ کسی کے حق اور جذبات مجروح کرنے کا ذریعہ نہ بنے، ایسے میں قانونی حوالے سے اس کا جواز کیونکر ہو سکتا ہے کہ کائنات کی سب سے بزرگ ہستی کی توہین کی جائے۔ جو دنیا کے مختلف خطوں میں رہنے والے اربوں مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کا ذریعہ بنتی ہے!!

حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت پر حملوں کے اس طرح کے افسوس ناک واقعات، عیسائی دنیا کی اس پرانی اسلام دشمنی کا نتیجہ ہیں جو صدیوں سے قائم ہے اور قرب قیامت تک قائم رہے گی، پیغمبر اسلام، اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ، اس کے متعصبانہ خمیر میں شامل ہے اور اس کے لئے انہوں نے بڑے بڑے ادارے قائم کئے جن کے تحت ہزاروں افراد کام کر رہے ہیں، یہ لوگ صدیوں سے اسلام کے قلعے پر علمی، عملی اور سائنسی محاذوں سے حملہ آور ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ اس قلعے میں شگاف پڑے، انہیں معلوم ہے کہ دین اسلام ہی ان کی ظاہری چمک دمک والی لیکن اندر سے کھوکھلی اور فرسودہ تہذیب کو کارزار حیات میں شکست وریخت سے دوچار کر کے مٹا سکتا ہے کہ وہی ایک زندہ جاوید اور قیامت تک رہنے والا دین برحق ہے...... یریدون لیطفئو انور اللّٰہ واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔

۵...... پاکستان میں توہین رسالت کا قانون اور پس منظر:

پاکستان، اسلام کے نام پر بننے والا ملک ہے جس کی پہچان اور دنیا کے نقشے پر جس کے وجود میں آنے کا جواز اسلام اور اس کی تعلیمات کا عملی نفاذ تھا، برصغیر میں ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے بڑی ایمان افروز تحریکیں چلی ہیں اور خواجہ بطحا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تقدس پر جانیں قربان کرنے کی لہو رنگ تاریخ مرتب ہوئی ہے، عام مسلمانوں نے جب بھی دیکھا کہ توہین رسالت کے مجرم کو قانون گنجائش فراہم کر رہا ہے اور انصاف پر قانون کی گرفت ڈھیلی پڑ رہی ہے تب مسلمانوں نے انصاف خود اپنے ہاتھوں میں لیا ہے، انہوں نے پھر کسی قانون، کسی کالے ضابطے کی پرواہ نہیں کی۔ انیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں راجپال نامی بدبخت نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر

مشتمل ایک کتاب ''رنگیلا رسول'' کے نام سے لکھی تھی، انگریز کا قانون نافذ تھا، مسلمان بجا طور پر مشتعل تھے، دفعہ ۱۴۴ نافذ کردیا گیا تھا اور کسی قسم کے جلسے اور اجتماع کی اجازت نہیں تھی، اس موقع پر خطیب الہند، حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے جو تقریر کی اس سے مسلمانوں کے جذبات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، انہوں نے فرمایا:

''جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے، ناموس رسالت پر حملہ کرنے والے چین سے نہیں رہ سکتے، پولیس جھوٹی، حکومت کوڑھی اور ڈپٹی کمشنر نااہل ہے اور ہندو اخبارات کی ہرزہ سرائی تو روک نہیں سکتا لیکن علمائے کرام کی تقریریں روکنا چاہتا ہے، وقت آگیا ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کے بخیے پرخچے اڑا دیئے جائیں۔ میں دفعہ ۱۴۴ کو اپنے جوتے کی نوک تلے مسل کرتا دوں گا

پڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں''

راجپال کو غازی علم دین نے حملہ کرکے ٹھکانے لگایا اور یوں جس انصاف کو فراہم کرنے میں عدالت پس پیش سے کام لیتی رہی، ایک عام مسلمان نے بڑھ کر قانون اپنے ہاتھ میں لیا اور مجرم کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

انگریز دور حکومت میں مجموعہ تعزیرات ہند نافذ تھا جس کے دفعہ ۲۹۵ میں مذہبی محترم شخصیات اور مقدس مقامات کی بے حرمتی اور توہین کی سزا زیادہ سے زیادہ دو سال قید اور جرمانہ تھا، پاکستان بننے کے بعد اس مجموعہ کو ضابطہ تعزیرات پاکستان کے طور پر تسلیم کرلیا گیا لیکن اس میں جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے جرم اور اس کی سزا شامل نہیں تھی۔ ۱۹۸۶ء میں تعزیرات پاکستان میں ایک نئی دفعہ ''۲۹۵ سی'' کا اضافہ کیا گیا جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے مجرم کو عمر قید یا موت کی سزا مقرر کی گئی، ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں وفاقی شرعی عدالت نے ''عمر قید'' کی سزا کو غیر شرعی قرار دے کر منسوخ کردیا اور صرف موت کی سزا کو برقرار رکھا، جس کے الفاظ یہ ہیں:

''جو شخص بذریعہ الفاظ زبانی تحریری یا اعلانیہ اشارتاً یا کنایتاً بہتان تراشی کرے، یا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاک نام کی بے حرمتی کرے، اسے سزائے موت دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا''۔

مغرب اور حقوق انسانی کی نام نہاد تنظیموں نے اس قانون کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کیا اور مختلف حکومتوں پر اس میں ترمیم اور تخفیف کرکے دباؤ ڈالا جاتا رہا، بعض حکمران اس میں ترمیم کے لئے آمادہ بھی ہوئے لیکن عوامی طاقت کے خوف سے وہ اس میں تبدیلی نہیں کرسکے...... اس سلسلے میں تحفظ ختم نبوت سے وابستہ علماء اور مخلص کارکنوں کا کردار قابل رشک رہا، انہوں نے جہاں کہیں، اس طرح کی سازش کی بو محسوس کی، عوام میں بیداری کے لئے ''ہشیار باش'' کی صدا لگائی اور لوگوں کو بروقت جگانے کا فریضہ انجام دیتے رہے اور ایک مؤمن کے لئے اس سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہوسکتی ہے کہ اس کے وقت، اس کے مال، اس کی فکر اور اس کی مساعی کا محور آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناموس کا تحفظ ہو، مبارک ہیں ایسے لوگ! اور قابل رشک ہیں ان کی زندگی کے لمحات!

⑤...... آخری بات:

جہاں تک مغرب اور کفریہ طاقتوں سے دلائل کی روشنی میں مقابلے کا تعلق ہے، یہ بات اپنی جگہ بے غبار ہے کہ

ان کا رویہ عناد اور دشمنی پر مبنی ہے اور ایک عناد اور کینہ رکھنے والا دشمن، دلائل سے کبھی متاثر نہیں ہوتا، اس کے پاس اگر طاقت ہوتی ہے تو دلائل کا ٹکسال بھی اس کا اپنا ہوتا ہے اور خیر و شر کے پیمانے بھی وہ خود بناتا اور بگاڑتا ہے...... ہاں اہل اسلام کا یہ فریضہ ضرور ہے کہ وہ انسانیت کی ابدی صداقتوں کی روشنی میں حق اور حقیقت کو اجاگر کریں، خیر و شر اور نیکی اور بدی کے صحیح پیمانوں کا تعارف کرائیں اور داعیانہ اسلوب میں واضح کریں کہ کائنات کی مقدس ترین ہستی کی شان میں گستاخی صرف مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونے کا سبب نہیں بلکہ یہ اہانت آمیز رویہ اختیار کرنے والی ان قوموں کے لئے دنیا اور آخرت کی بربادی اور تباہی کا ذریعہ بھی ہے، قرآن کریم نے اپنے بلیغ اسلوب بیان میں جگہ جگہ اس کا ذکر کیا ہے، ارشاد ہے:

﴿ولقد استهزئ برسل من قبلك فحاق بالذين سخروا منهم ما كانوا به يستهزءون﴾ (الانعام: ۱۰)

اور بلاشبہ آپ سے پہلے رسولوں سے بھی ہنسی کرتے رہے، پھر گھیر لیا ان ہنسی کرنے والوں کو اس چیز نے جس پر ہنسا کرتے تھے، یعنی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ساتھ استہزاء کرتے تو انبیاء ان کو عذاب سے ڈراتے لیکن وہ اس عذاب کا بھی تمسخر اڑاتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی عذاب میں مبتلا کیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

اس آیت مبارکہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو طرح سے تسلی دی گئی ہے، ایک تو انبیاء سابقین کے ساتھ بھی کفار کے استہزاء کا ذکر کیا گیا، اور بتایا گیا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ آپ سے پہلے بھی انبیاء کو ان حالات سے دو چار ہونا پڑا ہے لہذا آپ کفار کی تمسخر آمیز فرمائشوں سے دار و گیر نہ ہوں، برابر اپنے دعوتی پروگرام کو آگے بڑھاتے رہئے۔ اور آیت کے دوسرے حصے میں بتایا کہ ایسے بدبخت اور موذی لوگوں سے متعلق سنۃ اللہ بھی یہ رہی ہے کہ ان کو کچھ مہلت دینے کے بعد بالآخر دنیا ہی میں عذاب الٰہی سے دوچار ہونا پڑا ہے اور اپنے انجام بد کو وہ پہنچے ہیں، مفسرین نے لکھا ہے کہ کفار میں سے جو لوگ آپ کا زیادہ مذاق اڑایا کرتے تھے ان میں ولید بن مغیرہ، عاصم بن وائل، اسود بن عبدالمطلب، اسود بن عبدالغوث، اور حارث بن قیس پیش پیش تھے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم میں تشریف فرما تھے کہ جبرئیل امین تشریف لائے اور ان پانچوں میں سے ہر ایک کے مختلف اعضاء کی طرف اشارہ کیا جو ان کی ہلاکت کا سبب بنا۔

ایک دوسری آیت کریمہ میں ارشاد ہے: ﴿ولقد استهزئ برسل من قبلك فامليت للذين كفروا ثم اخذتهم فكيف كان عقاب﴾ (الرعد: ۳۲)۔

اور بہت سے پیغمبر آپ سے پہلے گزر چکے ہیں بلاشبہ ان کا مذاق اڑایا گیا، میں نے ان کو مہلت دی، پھر ان کو پکڑ لیا، سو ان کا عذاب کس قدر دردناک تھا!

اس لئے فخر موجودات حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے، انسانیت کے مجرموں پر اس حقیقت کو بار بار واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کا احترام، ان کی دنیوی اور اخروی تباہی اور بربادی کا ذریعہ ہے، اللہ کے ہاں دیر ہے، اندھیر نہیں، اس کی پکڑ آئے گی اور ضرور آئے گی پس اقوام و ملل کی تباہی کی تاریخ سے ہے کوئی عبرت حاصل کرنے والا!!

☆......☆

”تحفظ حقوق نسواں بل“ اور علماء کمیٹی!

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری

چھ ستمبر کا دن تھا۔ جب بندہ اسلام آباد میں ایک سیمینار میں شریک تھا۔ معاً اس دوران قومی اسمبلی کے قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمن صاحب کا فون موصول ہوا کہ اس وقت ان کے چیمبر کے اندر پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین صاحب بمعہ رفقاء اور وزراء اور وہ مجلس عمل کے زعماء کے ہمراہ موجود ہیں۔ ہمارے درمیان حدود آرڈیننس میں ترامیم پر مشتمل ”تحفظ حقوق نسواں بل“ اور اس پر ہمارے تحفظات زیر بحث ہیں۔ مولانا صاحب نے کہا کہ انہوں نے چوہدری شجاعت حسین صاحب کو تجویز پیش کی ہے کہ مذکورہ بل کے بارے میں ہمارے تحفظات اور تجاویز کو وہ یہ کہہ کر مسترد کر دیتے ہیں کہ آپ کا اس میں کوئی سیاسی مفاد پوشیدہ ہے۔ تو کیوں نہ ایسے غیر سیاسی علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جن پر فریقین کا اعتماد ہو اور ان سے اس بارے میں رائے لی جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس تجویز سے اتفاق کیا ہے۔ اس لئے آپ اس سلسلے میں دوسرے علماء سے رابطہ کریں۔ تھوڑی دیر بعد چوہدری شجاعت حسین صاحب نے بھی فون کر کے یہی بات دہرائی۔ جس کے نتیجے میں ”تحفظ حقوق نسواں بل“ پر غور و خوض کے لئے چند علماء پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی۔ جس میں احقر کے علاوہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، مولانا مفتی منیب الرحمن صاحب، مولانا حسن جان صاحب، مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب، ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحب، مولانا زاہد الراشدی صاحب شامل تھے۔ چنانچہ میں نے فوراً مذکورہ علماء سے رابطہ کر کے انہیں اسلام آباد آنے کی درخواست کی۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے سوا تمام اراکین اسی روز 7 بجے شام تک اسلام آباد پہنچ گئے اور 9 بجے شب پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد میں اجلاس شروع ہوا۔ جس میں حکومت کی طرف سے چوہدری شجاعت حسین صاحب، سردار نصر اللہ دریشک صاحب، وفاقی وزیر قانون وصی ظفر صاحب، وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات محمد علی درانی صاحب اور سیکرٹری قانون کے علاوہ چند ارکان اسمبلی شریک تھے۔ جبکہ متحدہ مجلس عمل کے مولانا عبدالمالک صاحب، مولانا سید نصیب علی شاہ صاحب اور اسد اللہ بھٹو صاحب بھی موجود تھے۔ اجلاس میں ہم سب اراکین علماء کمیٹی نے اس بات پر اتفاق کیا کہ مذکورہ بل چونکہ 4 ستمبر کو سلیکٹ کمیٹی نے حتمی طور اسمبلی میں پیش کیا ہے اور آج 6 ستمبر کو اسی وقت پہلی مرتبہ ہمارے سامنے آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنے اہم اور نازک مسئلے پر بغیر غور و فکر کے اور باریک بینی سے اس کے مطالعے کے کیسے رائے دی جاسکتی ہے۔ نیز علماء کمیٹی کے معزز رکن حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب بیرون ملک سفر پر ہیں اور دو تین دنوں میں ان کی واپسی متوقع ہے۔ لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ اس سلسلے میں عجلت اور جلدی سے کام لینے کی بجائے تسلی و اطمینان سے اس پر غور و خوض کا موقع دیا جائے تاکہ صحیح اور مکمل رائے دی جاسکے۔ چنانچہ کچھ پس و پیش کے بعد یہ طے ہوا کہ اس پر جلد از جلد غور کیا جائے۔

اس کے بعد ہفتے کے دن لاہور میں وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی صاحب کے دفتر میں میری ملاقات چوہدری شجاعت حسین صاحب سے ہوئی۔ جہاں سردار نصر اللہ دریشک صاحب بھی موجود تھے۔ میں نے ان کو حدود

آرڈیننس میں ترامیم کے حوالے سے چند تجاویز اور سفارشات پیش کیں اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اس پر حتمی رائے علماء کمیٹی دے گی۔ میں نے ان پر زور دیا کہ اسمبلی کے اندر قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں ہونی چاہیے۔ جس سے انہوں نے اتفاق کیا۔

10 ستمبر 2006ء اتوار کے دن صبح اسلام آباد میں علماء کمیٹی کے تمام اراکین جمع ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب بھی تشریف لے آئے تھے۔ برادر محترم مولانا حافظ عمار یاسر صاحب بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے اور اوّل سے لے کر آخر تک ہمارے ساتھ معاونت فرماتے رہے۔ موصوف نے ہمیشہ ''امور خیر'' میں بھرپور تعاون کیا ہے اور میں انہیں مفتاحاً للخیر ومغلاقاً للشر ! (خیر کی چابی اور شر کا تالا) سمجھتا ہوں۔ ان کے علاوہ مولانا اخلاق احمد صاحب بھی شریک مشاورت رہے۔ علماء کمیٹی نے پے در پے متعدد اجلاس منعقد کئے۔ جن میں سے ایک اجلاس حکومتی اراکین کے ساتھ اور ایک اجلاس متحدہ مجلس عمل کے علماء کے ساتھ بھی کیا۔ چنانچہ علماء کمیٹی نے ابتدائی مرحلے میں جو باتیں تحریری طور پر طے کیں وہ درج ذیل ہیں۔

علماء کمیٹی نے اس مسودہ قانون کا جائزہ لیا۔ جو تحفظ نسواں (Protection of Women) بل کے نام سے اسمبلی میں پیش ہوا ہے۔ اس جائزے کے نتیجے میں ہماری گزارشات درج ذیل ہیں۔

۱...... بل کو تحفظ نسواں کا نام دیا گیا ہے۔ ہمارے معاشرے میں خواتین کے ساتھ جو حقیقی زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ ان کے سد باب کے لئے قانون سازی نہایت مستحسن اور ضروری اقدام ہے۔ لیکن اس مجوزہ بل میں حدود آرڈیننس کی دفعات میں ترامیم کے سوا خواتین کے حقوق کی کوئی اہم بات موجود نہیں ہے اور حدود آرڈیننس میں جو ترمیمات تجویز کی گئی ہیں ان میں چند کے سوا کسی سے خواتین کے ساتھ زیادتیوں کے ازالے میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ بلکہ بعض سے ان کی مشکلات میں اضافہ ہوگا۔ لہٰذا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر بل کا مقصد خواتین کے حقوق کا تحفظ ہے تو اس میں ان حقیقی مظالم کا سد باب ضروری ہے۔ جو ہمارے معاشرے میں واقعتاً خواتین کے ساتھ روا رکھے جا رہے ہیں۔ مثلاً ہمارے معاشرے میں عملاً عورتوں کو حق وراثت سے بالکل محروم کر دیا گیا ہے۔ اس بارے میں قانون سازی کی ضرورت ہے کہ خواتین کے حق وراثت کو غصب کرنا قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ نیز بہت سے علاقوں میں خواتین کو ان کی مرضی کے خلاف نکاح پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس عمل کو بھی قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ اسی طرح اکٹھی تین طلاقیں دے کر خواتین کے لئے جو مشکلات کھڑی کی جاتی ہیں۔ اس کے سد باب کے لئے ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ بہت سے شوہر اپنی بیویوں کو ان کے اعتقاد اور ضمیر کے خلاف گناہ کے کاموں پر مجبور کرتے ہیں۔ اس کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ اس طرح قرآن شریف کے ساتھ نکاح، عورتوں کو نکاح، کے بہانے بیچنا نیز وٹہ سٹہ اور بیواؤں کے نکاح کو معیوب سمجھنا۔ یہ ساری رسمیں خلاف شرع اور خواتین کے حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ غرض اگر واقعتاً قانون کا مقصد خواتین کے حقوق کا تحفظ ہے تو ان کے ان جیسے حقیقی مسائل پر توجہ دے کر ان کو قانون کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے۔

۲...... اگرچہ مجوزہ بل کے ذریعے حدود آرڈیننس میں بہت سی ترمیمات تجویز کی گئی ہیں۔ لیکن ان

ترمیمات میں بعض امور شریعت کے بھی خلاف ہیں اور خواتین کے ساتھ زیادتی پر بھی مشتمل ہیں۔ مثلاً مجوزہ ترمیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زنا بالجبر کی صورت میں مرد پر حد کی کوئی سزا کسی بھی صورت میں عائد نہیں ہوسکتی اور حد کی سزا صرف اس صورت میں ہوگی۔ جب باہمی رضامندی سے زنا ہو۔ قرآن وسنت کی رو سے زنا بالجبر اور زنا بالرضا میں فرق یہ ہے کہ زنا بالرضا میں اگر مرد اور عورت دونوں کے خلاف زنا کا جرم چار گواہوں یا اقرار سے ثابت ہوجائے تو زنا کی حد دونوں پر جاری ہوگی۔ البتہ زنا بالجبر کی صورت میں صرف مرد پر عائد ہوگی۔ یوں بھی زنا بالجبر زیادہ سنگین نوعیت کا جرم ہے۔ اس لئے اگر زنا بالرضا پر حد جاری ہورہی ہے تو زنا بالجبر پر تو بطریق اولیٰ حد جاری ہونی چاہئے۔ جو شخص زبردستی کسی عورت سے زنا کرے اس کو حد کی سزا سے بالکل چھٹی دے دینا نہ صرف شریعت کے خلاف ہے۔ بلکہ خواتین کے ساتھ واضح زیادتی ہے۔ حدود آرڈیننس میں ''زنا بالجبر'' کی سزا ''زنا بالرضا'' کے مقابلے میں اسی لئے زیادہ رکھی گئی ہے تعزیر میں بھی اور حد میں بھی۔ یعنی اگر مجرم غیر شادی شدہ ہو تو سو کوڑوں کی حد کے علاوہ عدالت اسے اپنی صوابدید پر کوئی سزا بھی دے سکتی ہے۔ جو سزائے موت تک ہوسکتی ہے۔

۳...... لہٰذا ہماری رائے میں جرم زنا (نفاذ حدود آرڈیننس) کی دفعہ 6 کو ترمیمی بل میں جو حذف کرنے کی تجویز دی گئی ہے وہ شریعت کے بھی خلاف ہے اور خواتین کے ساتھ بھی زیادتی کا موجب ہوگی۔

زنا بالجبر کی سزا حدود آرڈیننس سے ختم کر کے تعزیرات پاکستان میں بطور تعزیر رکھ دی گئی ہے۔ لیکن زنا بالرضا کی صورت میں اگر حد کی شرائط پوری نہ ہوں تو مجرم کو بالکل آزاد چھوڑ دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس صورت میں اگر بدکاری کا ثبوت گواہوں وغیرہ سے ہوجائے تو اس پر تعزیری سزا جاری ہونا ضروری ہے۔ حدود آرڈیننس میں اس کو زنا موجب تعزیر (Zina Liable to Tazir) قرار دیا گیا ہے۔ اس میں یہ ترمیم ممکن ہے کہ اس کو زنا کا نام دینے کی بجائے بدکاری یا سیہ کاری وغیرہ کا کوئی نام دیا جائے۔ لیکن ایسے مجرموں کو کسی بھی سزا سے آزاد چھوڑنا عملاً زنا بالرضا کی قانونی اجازت کے مترادف ہوگا۔ کیونکہ حد کی شرائط تو شاذونادر ہی کسی مقدمے میں پوری ہوتی ہیں اور اس ترمیم سے ایسی صورت میں تعزیر کا راستہ بالکل بند ہوجائے گا۔

۴...... حدود آرڈیننس میں حد کے علاوہ بہت سے قابل تعزیر جرائم کو حدود آرڈیننس سے نکال کر تعزیرات پاکستان میں داخل کیا گیا ہے۔ بظاہر یہ ایک بے ضرر تبدیلی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ان جرائم کو حدود آرڈیننس میں شامل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جو قابل تعزیر جرائم قابل حد جرائم سے ملتے جلتے ہیں۔ ایک ہی عدالت میں ان کا فیصلہ ہو اور عدالتی کارروائی میں پیچیدگی پیدا نہ ہو۔ مجوزہ ترمیم کے نتیجے میں عملاً یہ صورت حال ہوگی کہ مثلاً اگر کوئی مجرم زنا کے مقدمے میں بری ہوگیا۔ لیکن کسی لڑکی کو اغواء کرنے کا وہ مجرم ہے تو زنا کا مقدمہ تو وفاقی شرعی عدالت میں چلے گا۔ وہاں سے بری ہونے کے بعد وفاقی شرعی عدالت اسے اغواء کی سزا نہیں دے سکے گی۔ بلکہ اس کے لئے دوسری عدالتوں میں نئے سرے سے مقدمہ دائر کرنا ہوگا۔ جس سے مظلوم خواتین کی مشکلات میں مزید اضافہ ہوگا۔

۵...... حدود آرڈیننس کی دفعہ 3 میں کہا گیا ہے کہ اس آرڈیننس کو (Overriding Effect) حاصل ہوگا۔ یعنی اگر اس قانون اور دوسرے قوانین میں تعارض ہو تو حدود آرڈیننس دوسرے قوانین پر بالا ہوگا۔ مجوزہ بل میں

حدود آرڈیننس کی یہ حیثیت ختم کردی گئی ہے۔ اس کی وجہ سے متعدد قانونی پیچیدگیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ جو خود خواتین کے لئے مشکلات پیدا کرسکتی ہیں۔ مثلاً حدود کا قانون ہر اس نکاح کو معتبر مانتا ہے۔ جو شریعت کے مطابق ہو۔ لیکن مسلم عائلی قوانین آرڈیننس کے تحت چونکہ کوئی طلاق چیئرمین یونین کونسل کو نوٹس بھیجے بغیر قانوناً معتبر نہیں ہوتی۔ اس لئے نوٹس کے بغیر کوئی عورت عدت کے بعد دوسرا نکاح کر لے تو عائلی قانون کے تحت وہ نکاح معتبر نہیں ہوتا۔ یہاں حدود آرڈیننس اور مسلم عائلی قانون میں تعارض ہے۔ اگر حدود آرڈیننس کو (Overriding Effect) نہ دیا جائے تو وہ عورت جس نے جائز شرعی نکاح کیا ہے۔ محض ایک رسمی کارروائی نہ کرنے کی بناء پر زنا میں سزایاب ہوسکتی ہے۔

۶..... اس بل کے ساتھ جو بیان اغراض ووجوہ (Statement of Objects) ملحق ہے۔ اس میں بہت سی باتیں واقعہ کے خلاف ہیں اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ لعان میں فسخ نکاح کا حق اس فوجداری عدالت کو نہ ہونا چاہئے جو لعان کی کارروائی کررہی ہے۔ بلکہ اس کے لئے تنسیخ نکاح کے قانون میں لعان کو وجہ تنسیخ بنا کر وہاں سے نکاح فسخ ہونا چاہئے۔ اس تجویز کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس عورت نے فوجداری عدالت میں لعان کی کارروائی مکمل کی اس کو نکاح فسخ کرانے کے لئے فیملی کورٹ میں نئے سرے سے کارروائی کرنی پڑے گی۔ حالانکہ حدود آرڈیننس میں یہ کہا گیا تھا کہ پہلی عدالت ہی نکاح بھی فسخ کردے گی۔ اس میں عورت کو نئے سرے سے دھکے کھانے کی ضرورت نہیں تھی۔

یہ چند موٹے موٹے نکات ہیں۔ جو مجوزہ بل کے جائزے کے نتیجے میں سامنے آئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی مجوزہ بل میں بہت سے امور قابل اعتراض یا غور طلب ہیں۔ لہٰذا ہم سب کی یہ حتمی رائے ہے کہ اس بل کو عجلت میں منظور کرنا بے شمار مسائل پیدا کرے گا۔ اسے ابھی اسمبلی سے منظور نہیں کرانا چاہئے۔ بلکہ غیر جذباتی انداز میں اس پر ٹھنڈے دل سے غور وفکر تحقیق کے بعد پیش کیا جائے۔ اگر ہماری مذکورہ بالا معروضات منظور ہوں تو ہم بل کا دفعہ وار جائزہ لے کر اپنی مفصل رائے پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔

یہ ابتدائی مرحلے میں تیار کردہ تحریر تھی۔ اس کے بعد دوسرے دن یعنی پیر کے روز بھی اس تحریر پر کافی بحث وتمحیص ہوئی۔ جس کے بعد متفقہ طور پر جو فیصلہ ہوا اور جس پر کمیٹی میں شامل تمام علماء اور محترم چوہدری شجاعت حسین صاحب، چوہدری پرویز الٰہی صاحب اور سردار نصر اللہ دریشک صاحب نے دستخط کئے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

11 ستمبر 2006ء

قومی اسمبلی میں ''تحفظ حقوق نسواں'' کے عنوان سے حدود آرڈیننس میں ترامیم کا جو بل زیر بحث ہے۔ اس کے بارے میں پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین اور قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد مولانا فضل الرحمن کے درمیان ملاقات میں طے کی جانے والی خصوصی علماء کمیٹی کا اجلاس آج اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا مفتی منیب الرحمن، مولانا حسن جان، مولانا مفتی غلام الرحمن، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا اخلاق احمد اور حافظ محمد عمار یاسر نے شرکت کی۔ جب کہ پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین کے ہمراہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی، سردار نصر اللہ دریشک اور وزارت قانون کے بعض ذمہ دار حکام نے شرکت کی۔

چوہدری شجاعت حسین نے علماء کرام سے کہا کہ ”تحفظ حقوق نسواں بل“ کے بارے میں یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ اس میں قرآن وسنت کے منافی باتیں بھی شامل ہیں۔ اس لئے ہم نے آپ حضرات کو زحمت دی ہے کہ بل کا جائزہ لے کر قرآن وسنت کی روشنی میں ہماری راہنمائی کریں۔ کیونکہ ہم کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتے جو حدود شریعہ اور قرآن وسنت کے منافی ہو۔ بلکہ ہم ایسا سوچنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ اس پر علماء کرام اور ماہرین قانون نے بل کی متعدد دفعات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ جو 10 ستمبر 2006ء بروز اتوار صبح نو بجے سے کھانے اور نماز کے وقفے کے ساتھ رات تین بجے تک جاری رہا اور اگلے روز 3 بجے سہ پہر تک بھی مشاورت جاری رہی اور متعدد اصولی امور پر اتفاق رائے ہوگیا۔ جس کے مطابق مندرجہ ذیل معاملات طے پائے۔

۱...... زنا بالجبر اگر حد کی شرائط کے ساتھ ثابت ہو جائے تو اس پر حد زنا جاری کی جائے گی۔

۲...... حدود آرڈیننس میں زنا موجب تعزیر کی بجائے ”فحاشی“ کے عنوان سے ایک نئی دفعہ کا تعزیرات پاکستان (PPC) میں اضافہ کیا جائے گا۔ جس کا متن درج ذیل ہے۔

Will fully have sexual inter-course with one another eithout being married and shall be punished with imprisonment which may extend to five years and shall also be liable to fine.

۳...... زنا آرڈیننس کی دفعہ تین کی جگہ مندرجہ ذیل دفعہ تحریر کی جائے گی۔

In the interpretation and application of this ordinance the injunctions of Islam as laid down in Holy Quran and Sunah shall have effect not with standing any thing contained in any other law for the time being in force.

اجلاس میں شریک علماء کرام نے کہا کہ حقوق نسواں بل کے بارے میں قرآن وسنت کے حوالے سے اصولی امور پر اتفاق رائے ہوگیا ہے اور اب اس بل میں اصولی طور پر قرآن وسنت کے منافی کوئی بات باقی نہیں رہی۔ تاہم بعض ذیلی امور پر اگر ہمیں مزید وقت دیا گیا تو تفصیلی سفارشات پیش کر دی جائیں گی۔ اجلاس میں علماء کرام نے عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں بعض اہم سفارشات پیش کی ہیں جو یہ ہیں۔

۱...... خواتین کو عملاً وراثت میں عام طور پر محروم رکھا جاتا ہے۔ اس کے سدباب کے لئے مستقل قانون بنایا جائے۔

۲...... بعض علاقوں میں خواتین کو ان کی مرضی کے خلاف نکاح پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے قانون سازی کی جائے اور اسے قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

۳...... بیک وقت تین طلاقیں دینے کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے اور ایسی دستاویز لکھنے والے نوٹری پبلک اور وثیقہ نویس کو بھی شریک جرم قرار دیا جائے۔

۴...... قرآن کریم کے ساتھ نکاح کی مذموم رسم کا سد باب کیا جائے۔

۵...... جبری وٹہ سٹہ یعنی نکاح شغار کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔

۶...... عورتوں کی خرید وفروخت اور انہیں میراث بنانے کے غیر شرعی رواج اور رسوم کا قانونی سد باب کیا جائے۔

تین متفقہ نکات کو مؤثر بنانے اور عملاً نفاذ کو یقینی بنانے کے لئے مزید پانچ ترامیم ’’علماء کمیٹی‘‘ نے تجویز کرتے ہوئے حکومت سے مجوزہ بل میں شامل کرنے کی سفارش کی اور راقم الحروف نے ’’علماء کمیٹی‘‘ کی طرف سے 17؍ستمبر 2006ء کو محترم چوہدری شجاعت حسین صاحب سے اسلام آباد میں بوقت ملاقات درج ذیل تحریر پیش کی۔

مورخہ 11؍ستمبر 2006ء کو علماء کمیٹی نے ’’تحفظ حقوق نسواں بل‘‘ کے بارے میں جن تین بنیادی نکات پر دستخط کئے تھے۔ ان کے آخر میں یہ بات بھی واضح کر دی تھی کہ اصولی طور پر ان نکات پر اتفاق رائے کے بعد کچھ ذیلی امور اور ہیں۔ جن پر اگر کمیٹی کو وقت دیا گیا تو کمیٹی ان پر اپنی رائے ظاہر کرے گی۔ نیز زبانی طور پر یہ طے ہوا تھا کہ ان تین نکات کو مسودے میں سمونے کے لئے بل میں تبدیلیوں کے بعد اسے ہمیں دکھایا جائے گا۔ چنانچہ 13؍ستمبر 2006ء کو اس غرض کے لئے جب کمیٹی کو دوبارہ اسلام آباد طلب کیا گیا تو ہم نے نئے مسودے کا جائزہ لے کر یہ محسوس کیا کہ اگرچہ وہ تین نکات اس مسودے میں شامل کر لئے گئے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ کچھ ایسے امور کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جن کے بعد ان تین نکات کے عملاً مؤثر ہونے میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ اس سلسلے میں ہم نے اپنی تشویش سے حکومت کے نمائندہ حضرات کو نہ صرف زبانی طور پر آگاہ کر دیا۔ بلکہ ان پر تفصیلی گفتگو بھی ہوئی۔ ہمیں آخر وقت تک یہ امید تھی کہ کم از کم ان میں سے چند اہم نکات پر ہماری تجویز مان لی جائے گی۔ لیکن آخر وقت میں جو مسودہ انتہائی شکل میں سامنے لایا گیا اسے دیکھ کر واضح ہوا کہ ان میں سے کوئی بات مسودے میں شامل نہیں کی گئی۔ اگرچہ اس وقت ہم نے زبانی طور پر اپنا یہ تاثر واضح کر دیا تھا۔ لیکن ان نکات کو تحریری طور پر مرتب کرنے کا وقت نہیں مل سکا تھا۔

اب ہم ذیل میں ان نکات کو تحریری شکل میں پیش کر رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ بل کو بامعنی اور مؤثر بنانے کے لئے ان تجاویز پر عمل کیا جائے گا۔

۱...... تعزیرات پاکستان میں دفعہ 496-B کا جو اضافہ کیا جارہا ہے۔ اس کے عنوان اور متن میں Formication کا لفظ طے شدہ لفظ Lewdness کے بجائے بدل دیا گیا ہے۔ اسے بدل کر Lewdness یا Siyahkari کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ Formication صرف غیر شادی شدہ افراد کے ’’زنا‘‘ کو کہتے ہیں۔ اس بات سے زبانی طور اتفاق کرلیا گیا تھا۔ مگر آخری مسودے میں اس کو یقینی بنانا ضروری ہے۔

۲...... کمیٹی نے جب اپنی سابقہ سفارش میں یہ کہا تھا کہ زنا بالجبر پر بھی حد نافذ کی جائے۔ تو اس کا مطلب واضح طور پر یہ تھا کہ حدود آرڈیننس کی دفعہ 6 میں ’’زنا بالجبر‘‘ موجب حد کی جو تعریف اور جو احکام درج ہیں۔ انہی کو بحال کیا جائے۔ لیکن نئے مسودے میں اس کے بجائے وہاں دوسری تعریف درج کر دی گئی ہے اور اس کے نتیجے میں سولہ (16) سال سے کم عمر لڑکی کو نابالغ قرار دے کر اس کی مرضی کو غیر معتبر قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ شرعاً بلوغ کے لئے

علامات بلوغ (Puberty) کافی ہیں اور اس کے بعد اس کی رضامندی شرعاً معتبر ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک زنا آرڈیننس کی دفعہ 6 کو جوں کا توں بحال کردینا ضروری ہے اور اگر موجودہ دفعہ برقرار رہے تو مجوزہ مسودے کی دفعہ 12A کی ذیلی دفعہ (V) اس طرح بنائی جائے۔

With or without her consent when she is nonadult

۳...... مجوزہ مسودے کی دفعہ 12B کے ذریعے جرم زنا (نفاذ حدود آرڈیننس 1979ء) میں دفعہ 6A کا اضافہ کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ جو ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے اور اس سے وہ متفقہ امور غیر مؤثر ہو جائیں گے۔ جن پر ہماری پہلی نشست میں اتفاق رائے ہوا تھا۔ تمام فوجداری قوانین میں یہ بات مسلم رہی ہے کہ اگر ملزم پر بڑا جرم ثابت نہ ہوسکے تو وہی عدالت ملزم کو کمتر جرم کی سزا دے سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ کمتر جرم اس پر ثابت ہو جائے۔ لیکن نہ جانے کیوں جرم زنا بالجبر اور زنا بالرضا کو اس اصول سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسی خاتون نے ملزم کے خلاف زنا بالجبر موجب حد کا مقدمہ درج کرایا ہو۔ لیکن عدالت کے سامنے موجب حد جرم ثابت نہ ہوسکا۔ تو عدالت اس خاتون کی فریادرسی کے لئے ملزم کو تعزیری سزا نہیں دے سکتی۔ اس کے لئے اس کو یا دوبارہ مقدمہ دائر کرنا ہوگا۔ یا پھر ظلم پر صبر کر کے بیٹھ جانا ہوگا۔

لہٰذا ہمارے نزدیک آرڈیننس میں دفعہ 6A کا اضافہ کرنے کی جو تجویز دی گئی ہے۔ وہ قطعی غیر منصفانہ اور غلط ہے اور اسے حذف کرنا ضروری ہے اور اسے حذف کرنے کے نتیجے میں جرم زنا (نفاذ حدود آرڈیننس) کی دفعہ 20 کی پہلی Prouiso کو بحال رکھنا بھی ضروری ہے۔ جسے مجوزہ بل میں حذف کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔

۴...... مجوزہ مسودے کے پیراگرام نمبر 3 میں 203C کا اضافہ کرنے کی تجویز دی گئی ہے اور اس کی ذیلی دفعہ 2 میں استغاثہ درج کرانے کے لئے یہ شرط لگائی گئی ہے کہ مستغیث دو عینی گواہ پیش کرے۔ اوّل تو یہ تعزیری جرم ہے اور اس کے لئے مناسب یہ ہوتا کہ اسے قابل دست اندازی پولیس Cognizalale قرار دے کر اس کے غلط استعمال سے بچنے کے لئے کم از کم ایس پی کے درجے کے پولیس آفیسر کو تفتیش کا اختیار دیا جاتا اور عدالت کے وارنٹ کے بغیر گرفتاری کو ممنوع کردیا جاتا۔ لیکن اگر کسی وجہ سے اس کو استغاثہ COMPLAINT ہی کا کیس بنانا ضروری سمجھا جائے تو دو عینی گواہوں کی شہادت پیش کرنا یہاں غیر ضروری ہے۔ کیونکہ تعزیر کے ثبوت کے لئے دو عینی گواہ ضروری نہیں ہوتے۔ بلکہ ایک قابل اعتماد گواہ یا قرائنی شہادت Cireumstantial Evidence بھی کافی ہوتی ہے۔ لہٰذا ہماری نظر میں اس دفعہ میں At least Two Eye Witnesses کی بجائے Such Evidence as abailalle لکھنا چاہئے۔

۵...... جرم زنا (نفاذ حدود آرڈیننس 1979ء) کی دفعہ 7 کو زیرنظر مسودے سے حذف کردیا گیا ہے۔ اس کی بھی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک جن امور پر اتفاق رائے ہوا تھا۔ ان کے مؤثر نفاذ کے لئے مندرجہ بالا پانچ ترمیمات نہایت ضروری ہیں اور ان کے بغیر ان متفقہ امور کے غیر مؤثر ہو جانے کا قوی خدشہ ہے۔ لہٰذا مذکورہ اتفاق رائے کے بعد زیرنظر مسودے سے ہمارا اتفاق ان ترمیمات پر موقوف ہے۔ امید ہے کہ مسودے کو بامعنی بنانے کے لئے یہ

ترمیمات مسودے میں شامل کی جائیں گی۔اس کے علاوہ ہم نے زیر نظر بل کے بارے میں شروع ہی میں یہ عرض کیا تھا کہ اس کا نام تو تحفظ حقوق نسواں کا بل ہے۔مگر اس میں ساری بحث زنا آرڈیننس سے متعلق ہے اور خواتین کے حقیقی مسائل اور حقوق کو اس میں نہیں چھیڑا گیا۔چنانچہ ہم نے خواتین کے حقیقی مسائل سے متعلق جو سفارشات پیش کی تھیں ان کے بارے میں بھی ہم دوبارہ تاکید کرتے ہیں کہ ان پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔اللہ تعالیٰ صحیح فیصلے کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔آمین!

اس دوران ہم نے جو چیز شدت کے ساتھ محسوس کی وہ یہ کہ مذکورہ بل میں عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں تو کوئی خاص بات نہیں۔البتہ پروپیگنڈہ زیادہ ہے۔یہ بل جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔''تحفظ حقوق نسواں'' اسم بامسمیٰ نہیں ہے۔اس لئے کہ یہ معاشرے کی فرد ضعیف مظلوم و مجبور جنس ''عورت'' کے حقوق کا قطعاً احاطہ نہیں کرتا۔چنانچہ ہم نے اس سلسلے میں اوپر مذکور جو سفارشات پیش کیں ہیں وہ نہ صرف یہ کہ عورت کو اس کے جائز حقوق دلانے میں ممد و معاون ثابت ہوں گے۔بلکہ اسے انصاف اور معاشرے میں عزت کا مقام دلانے میں اہم کردار ادا کریں گی۔چنانچہ جب ہم نے مذکورہ سفارشات چوہدری شجاعت حسین صاحب کو پیش کیں تو انہوں نے ان سفارشات کو نہایت مستحسن قرار دیا اور بقول ان کے جب انہوں نے مذکورہ سفارشات صدر پرویز مشرف صاحب کو پیش کیں تو انہوں نے اس پر مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ ان سفارشات کو اپنے غیر ملکی دورے میں ساتھ رکھیں گے تاکہ وہ دنیا کو بتائیں کہ جن لوگوں پر تم انتہا پسندی اور عورتوں کے حقوق غصب کرنے کا الزام لگاتے ہو۔وہ قطعاً درست نہیں۔بلکہ انہوں نے تو عورتوں کے حقوق کے لئے یہ سفارشات پیش کیں ہیں۔

اس دوران علماء کمیٹی نے نہایت عرق ریزی اور محنت سے کام کیا اور اس بل کو غیر اسلامی باتوں سے پاک کرنے اور عورتوں کے حقیقی مسائل اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے انتہائی جانفشانی سے کام کیا۔تاکہ اللہ کے ہاں اپنے ذمہ سے بری ہوسکیں اور لوگوں کے سامنے بھی سرخرو ہوں۔جنہوں نے علماء پر اعتماد کیا ہے۔بل پر وسیع تر اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے علماء کمیٹی نے متحدہ قومی موومنٹ کے ایک اعلیٰ سطحی وفد سے بھی تبادلہ خیال کیا۔قوم جو ایک عرصے سے حدود آرڈیننس میں ترامیم کے حوالے سے تقسیم نظر آرہی تھی اور ملک ایک بحران میں داخل ہونے کو تھا ان حالات میں علماء نے قوم کا شیرازہ بکھرنے سے بچانے اور انہیں یکجا کرنے کے لئے مندرجہ بالا اقدام اٹھائے ہیں۔امید ہے کہ اگر ان کو اپنایا گیا اور بل میں انہیں جگہ دی گئی تو اس حوالے سے تمام مسائل ختم ہو جائیں گے۔

اس ساری کارروائی میں چوہدری شجاعت حسین صاحب اور وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی صاحب نے نمایاں کردار ادا کیا۔جنہوں نے بل پر اتفاق رائے پیدا کرنے،قوم کو انتشار سے بچانے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بل سے غیر اسلامی مواد کو نکالنے کی خاطر نہایت دور اندیشی کا ثبوت دیا اور قومی اسمبلی کو ایک بحران سے بچایا۔اسی طرح قائد حزب اختلاف حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا کردار بھی بہت اہم اور قابل ستائش رہا۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر حزب اقتدار اور حزب اختلاف سے دست بستہ گذارش کروں گا کہ وہ مذکورہ مسئلے کو سیاسی یا اپنی انا کا مسئلہ قطعاً نہ بنائیں۔بلکہ اسے ایک دینی ذمہ داری اور معاشرتی اصلاح کی ایک کاوش سمجھ کر اس کی حمایت کریں۔

قسط نمبر 1

قادیانیت کا مکروہ چہرہ!

کینیڈا سے قادیانیوں کے پندرہ سوالات کے جوابات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن اور سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کا ایک مکتوب موصول ہوا۔ جس کے ساتھ بے نام کا ایک سوال نامہ بھی منسلک تھا۔ اس سوال نامہ میں پوری امت مسلمہ‘ دنیا بھر کے مسلمانوں‘ اسلام کے نام لیواؤں اور حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے اس کے جواب کا مطالبہ تھا۔

یہ بھی مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کے ہی خط سے معلوم ہوا کہ یہ سوال نامہ دراصل کینیڈا کے قادیانیوں نے کینیڈا میں رہائش پذیر ایک مسلمان نوجوان کو دیا اور کہا کہ اس کا جواب دو۔ چنانچہ وہ سوال نامہ پھرتا پھراتا مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کے پاس پہنچا تو انہوں نے راقم الحروف سے اس کے جواب کی فرمائش کی۔

بلاشبہ اس کا تو مجھے پہلے بھی علم بلکہ یقین تھا کہ قادیانیت اسلام کی ضد و نقیض ہے اور جس طرح آگ و پانی اور دن و رات کا اجتماع محال ہے۔ ٹھیک اسی طرح قادیانیت اور اسلام کا اکٹھا ہونا بھی محال ہے۔

ہاں! یہ ضرور ہے کہ قادیانی سیدھے سادے مسلمانوں کو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے نام سے دھوکا دیتے ہیں۔ ورنہ انہیں اسلام اور پیغمبر اسلام ...... ﷺ سے جتنا بغض‘ عداوت اور نفرت ہے‘ شاید دنیا کے کسی بدترین کافر و مشرک کو بھی ان سے اتنا بغض و عداوت نہ ہوگی۔

بلاشبہ اس خط کو پڑھنے کے بعد قادیانی امت کی اسلام دشمنی اور نبی امی ﷺ سے ان کی دلی نفرت و عداوت علم الیقین سے نکل کر عین الیقین کے درجہ میں آگئی۔

یقین جانئے کہ اگر اس سوال نامہ کے ساتھ مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کا تعارف نامہ اور قادیانیوں کے روایتی سوالات نہ ہوتے تو شاید دوسرے سیدھے سادے مسلمانوں کی طرح میں بھی اس کو کسی متعصب عیسائی‘ یہودی‘ پرلے درجے کے کسی ملحد‘ اسلام دشمن کافر اور مشرک کی دریدہ دہنی قرار دیتا۔

بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال نامہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کا وہ طبقہ جو قادیانی دجل‘ فریب‘ الحاد‘ زندقہ اور ان کے گھناؤنے کردار سے ناآشنا تھا یا وہ ان کے منافقانہ ظاہری ”حسن اخلاق“ سے متاثر تھا۔ اس سے کم از کم اس پر قادیانیت کی اسلام دشمنی اور پیغمبر اسلام سے ان کا بغض اور دلی عداوت کھل کر سامنے آجائے گی اور قادیانیوں کے مکروہ چہرہ کی اس نقاب کشائی کے بعد کم از کم قادیانی کسی مسلمان کو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے نام پر دھوکا

نہیں دے سکیں گے۔ لیجئے! پہلے مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کا خط اور مسیلمہ کذاب کے جانشین مسیلمہ پنجاب کے نام لیواؤں کا غلاظت بھرا سوال نامہ پڑھئے:

مخدومی ومکرمی جناب حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی!

امید ہے کہ آپ کے مزاج بخیر ہوں گے۔ گزارش یہ ہے کہ ایک تحریر حاضر خدمت ہے۔ کینیڈا میں ہمارے ایک مسلمان بچے کو یہ تحریر مرزائیوں، قادیانیوں نے دی ہے۔ اس تحریر کو پڑھ کر اس کے ترتیب وار جامع' موزوں اور پُر اثر جوابات تحریر فرمادیں اور اس کی ایک کاپی مجھے بھیج دیں۔ تاکہ اسے کینیڈا بھیج کر اپنے مسلمان بھائیوں کو قادیانی فتنہ سے بچایا جاسکے اور ان کے ذہنوں کو اس گندگی سے بچایا جاسکے۔ امید ہے کہ آپ شفقت فرمائیں گے۔ مزید یہ کہ اگر کینیڈا میں ہماری جماعت کا کوئی اہم کارکن یا عہدیدار ہو تو اس کا نام' پتہ اور فون نمبر ارسال کردیں۔ تاکہ ہمارے مسلمان بھائی ان سے راہنمائی حاصل کرسکیں۔ والسلام...... دعاگو! فقیر اللہ اختر

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ

قادیانیوں کا سوال نامہ

۱...... لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت کی ضرورت صدیوں رہی اور اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں پیغمبر بھیجے تو آخر کیا وجہ ہے کہ ایک لاکھ تیس ہزار پیغمبر بھیجنے کے بعد حضرت محمد پر ہی نبوت ختم کردی گئی؟۔ کیا بعد میں آنے والی صدیوں میں لوگوں کو ہدایت وراہنمائی کی ضرورت نہیں تھی؟۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت محمد نے رہتی دنیا تک اپنی اہمیت برقرار رکھنے کے لئے خود ہی آخری نبی ہونے کا دعویٰ کردیا ہو؟۔

۲...... جب حضرت محمد اور ان کے پیروکار اپنا آبائی مذہب تبدیل کرکے مسلمان ہوسکتے ہیں تو ایک مسلمان کیوں اپنا مذہب تبدیل نہیں کرسکتا؟۔ دوسرا مذہب اختیار کرنے پر اسے مرتد قرار دے کر اس کے قتل کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟۔ کیا اس حکم سے یہ تاثر نہیں ملتا کہ مذہبی تبدیلی کی اجازت دینے سے حضرت کو مسلمانوں کی تعداد میں کمی کا خدشہ تھا؟۔ کیا یہ حکم اس امر کا غماز نہیں ہے کہ حضرت نے مذہب کے فروغ کے لئے ''اسلام بذریعہ تبلیغ'' کے بجائے ''خاندانی یا موروثی اسلام'' کو ترجیح دی؟۔ کیونکہ بذریعہ آبادی اسلام پھیلانے کا یہ سب سے آسان اور موثر فارمولا تھا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی مسلمان خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے۔ جو تبدیلی چاہے اسے قتل کردیا جائے۔ کیا یہ انصاف کے تقاضوں کے منافی نہیں؟۔

۳...... حضرت محمد نے اپنے خاندان یعنی آل رسول کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے کیوں منع کیا ہے؟۔ کیا اس سے خاندانی بڑائی اور تکبر کی نشاندہی نہیں ہوتی؟۔ کیا رسول کا خاندان افضل اور باقی سب کمتر ہیں؟۔ بحیثیت انسان میں خاندانی افضلیت یا بڑائی تسلیم نہیں کرتا۔ خود حضرت محمد کا قول ہے کہ تم میں افضل وہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں تو پھر یہ قول ان کے اپنے خاندان پر کیوں لاگو نہیں ہوتا؟۔

۴...... حضرت محمد نے جہاد کا حکم کیوں دیا؟۔ جہاد کو اسلام کا پانچواں ضروری رکن کیوں قرار دیا؟۔

۵...... مال غنیمت کے طور پر دشمن کی عورتیں مسلمانوں کے لئے کیوں حلال قرار دیں؟۔ کیا عورتیں انسان نہیں بھیڑ بکریاں ہیں جنہیں مال غنیمت کے طور پر بانٹا جائے اور استعمال کیا جائے؟۔

۶...... مذہب کے نام پر قتل وغارت گری کو جہاد قرار دے کر اسے اسلام کا پانچواں بنیادی رکن بنانے کی سزا ماضی کے لاکھوں کروڑوں معصوم انسان بے شمار جنگوں کے نتیجے میں اپنی جان مال سے محروم ہوکر بھگت چکے ہیں اور عراق' افغانستان جنگ کی شکل میں آج بھی بھگت رہے ہیں۔ آخر اس ''جہاد'' کو بذریعہ اجتہاد ''جارحیت'' کے بجائے ''دفاع'' کے لئے کیوں استعمال نہیں کیا جاتا؟۔

۷...... حضرت محمد نے مرد کے مقابلے میں عورت کی گواہی آدھی کیوں قرار دی؟۔

۸...... والدین کی جائیداد سے عورت کو مرد کے مقابلے میں آدھا حصہ دینے کا کیوں حکم دیا؟۔ کیا عورت مرد کے مقابلے میں کمتر ہے؟

۹...... حضرت محمد نے خود نو شادیاں کیں اور باقی مسلمانوں کو چار پر قناعت کرنے کا حکم دیا؟۔ اس میں کیا مصلحت تھی؟۔

۱۰...... شریعت محمدی میں مرد اگر تین بار طلاق کا لفظ ادا کر کے ازدواجی بندھن سے فوری آزادی حاصل کرسکتا ہے تو اسی طرح عورت کیوں نہیں کرسکتی؟۔

۱۱...... حضرت محمد نے حلالہ کے قانون میں عورت کو کسی بے جان چیز یا بھیڑ بکری کی طرح استعمال کئے جانے کا طریقہ کار کیوں وضع کیا ہے؟۔ طلاق مرد دے اور دوبارہ رجوع کرنا چاہے تو عورت پہلے کسی دوسرے آدمی کے نکاح میں دی جائے۔ وہ دوسرا شخص اس عورت کے ساتھ جنسی عمل سے گزرے۔ پھر اس دوسرے شخص کی مرضی ہو۔ وہ طلاق دے تو عورت دوبارہ پہلے آدمی سے نکاح کرسکتی ہے؟۔ یعنی اس پورے معاملے میں استعمال عورت کا ہی ہوا۔ مرد کا کچھ بھی نہیں بگڑا۔ اس میں کیا رمز پوشیدہ ہے؟۔

۱۲...... حضرت محمد نے قصاص ودیت کا قانون کیوں وضع کیا؟۔ مثال کے طور پر اگر میں قتل کردیا جاتا ہوں اور میرے اپنی بیوی یا بہن بھائیوں سے اختلافات ہیں تو لازماً ان کی پہلی کوشش یہی ہوگی کہ میرے بدلے میں زیادہ سے زیادہ خون بہا لے کر میرے قاتل سے صلح کرلیں اور باقی عمر عیش کریں۔ میں تو اپنی جان سے گیا۔ میرے قاتل کو پیسوں کے عوض یا اس کے بغیر معاف کرنے کا حق کسی اور کو کیوں تفویض کیا گیا؟۔ کیا اس طرح سزا سے بچ جانے پر قاتل کی حوصلہ افزائی نہیں ہوگی؟۔ کیا پیسے کے بل بوتے پر وہ مزید قتل وقتال کے لئے اس معاشرے میں آزاد نہیں ہوگا؟۔ پچھلے دنوں سعودی عرب میں ایک شیخ ایک پاکستانی کو قتل کرکے سزا سے بچ گیا۔ کیونکہ مقتول کے اہل خانہ نے کافی دینار لے کر قاتل کو معاف کردیا تھا۔ اس قانون کے نتیجے میں صرف وہ قاتل سزا پاتا ہے جس کے پاس قصاص کے نام پر دینے کو کچھ نہ ہو۔ پاکستان ہی کی مثال لے لیں۔ قیام سے لے کر اب تک باحیثیت افراد میں سے صرف گنتی کے چند اشخاص کو قتل کے

جرم میں پھانسی کی سزا ملی۔ وہ بھی اس وجہ سے کہ مقتول کے ورثا قاتل کی نسبت کہیں زیادہ دولت مند تھے۔ لہٰذا انہوں نے خون بہا کی پیشکش ٹھکرا دی۔ اس قانون کا افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ جب کوئی باحیثیت شخص کسی کا قتل کر دیتا ہے تو قاتل کے اہل وعیال و رشتہ دار مقتول کے ورثا پر طرح طرح سے دباؤ ڈالتے ہیں اور دھمکیاں دیتے ہیں جس پر ورثا قاتل کو معاف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کیا حضرت محمد نے اس قانون کو وضع کر کے ایک امیر شخص کو براہ راست ''قتل کا لائسنس'' جاری نہیں کیا؟۔

۱۳...... اور اسی طرح کے بے شمار سوالات میرے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ کیا ان کے بارے میں پوچھنا توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے؟۔

۱۴...... جو حضرات ''ہاں'' کہیں گے۔ ان سے صرف یہی عرض کر سکتا ہوں کہ حضرت محمد جب ایک رات میں ساتوں آسمانوں کی سیر کر سکتے ہیں' چاند کو دو ٹکڑے کر سکتے ہیں' اتنے بڑے مذہب کے بانی اور خدا کے سب سے قریبی نبی ہیں تو کیا وہ خود مجھے ان سوالات کی پاداش میں مناسب سزا نہیں دے سکتے؟۔ اگر ہاں! تو اے میرے مسلمان بھائیو! مجھ پر اور میری طرح کے دیگر انسان مسلمانوں پر رحم کرو اور حضرت محمد کو موقع دو کہ وہ خود ہی ہمارے لئے کچھ نہ کچھ مناسب سزا تجویز فرماویں گے۔

۱۵...... یاد رکھو! ایک مسلمان کا خون دوسرے پر حرام ہے اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ ایک مسلمان کو صرف اس کی سوچ اور عقائد کی بنا پر کافر قرار دیدے۔ یہ تو تھا اسلامی فرمان۔ اب ایک انسانی فرمان بھی سن لیں کہ: ''دنیا کے کسی بھی مذہب سے کہیں زیادہ انسانی جان قیمتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ!

اس غلاظت نامہ کی خواندگی کے بعد ایک سچے مسلمان اور عاشق رسول ﷺ کے دل کی کیا کیفیت ہوگی؟۔ ہر مسلمان اس کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔ تاہم مسلمانوں کو اس سے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ سانپ کا کام ڈسنا اور بچھو کی سرشت ڈنک مارنا ہی ہے۔ اس لئے جو لوگ قادیانی کفر سے آشنا ہیں ان کو یقیناً اس پر کچھ زیادہ تعجب نہیں ہوا ہوگا۔

ہاں! البتہ جو لوگ قادیانیت کے بارہ میں کسی غلط فہمی کا شکار تھے یا وہ قادیانیت کو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ نتھی کرنے کی غلطی کے مرتکب تھے۔ بلاشبہ ان کو اس تحریر سے اپنی غلط فہمی کا شدید احساس ہوا ہوگا۔ بلکہ بدترین دھچکا لگا ہوگا۔

اگرچہ قادیانی سوالات شروع میں یکجا آ گئے ہیں تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر جواب سے پہلے متعلقہ سوال نقل کر کے اس کا جواب درج کیا جائے۔ تاکہ سوال وجواب دونوں قاری کے ذہن میں مستحضر رہیں۔ چنانچہ اس سوال نامہ کا پہلا سوال یہ تھا کہ:

سوال...... لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت کی ضرورت صدیوں رہی اور اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں پیغمبر بھیجے تو آخر کیا وجہ ہے کہ ایک لاکھ میں ہزار پیغمبر بھیجنے کے بعد حضرت محمد پر ہی نبوت ختم کر دی گئی؟۔ کیا بعد میں آنے والی صدیوں میں لوگوں کو ہدایت وراہنمائی کی ضرورت نہیں تھی؟۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت محمد نے رہتی دنیا

تک اپنی اہمیت برقرار رکھنے کے لئے خود ہی آخری نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو؟۔

جواب ...... یہ قادیانیوں کا پرانا اور گھسا پٹا سوال ہے اور اس کا متعدد اکابر نے مختلف انداز میں جواب دیا ہے۔ مگر جس کو نہ ماننا ہو اس کا اشکال کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس سلسلہ میں عرض ہے کہ:

بلاشبہ ہر دور میں امت کو ہدایت وراہ نمائی کی ضرورت رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے امت کی راہ نمائی کے لئے نبی بھی بھیجے اور جب تک امت کو نبی کی راہ نمائی کی ضرورت رہی اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے نبی بھیجتے رہے۔ لیکن جوں ہی نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کو ختم نبوت کے اعزاز سے سرفراز فرمایا گیا اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ اب مزید کسی دوسرے شخص کو نبی نہیں بنایا جائے گا اور ارشاد فرمادیا کہ:

''ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین و کان اللّٰہ بکل شئ علیماً ۔ الاحزاب:٤٠ ''ترجمہ:...... ''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔''

اس ارشاد الٰہی سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان حضرت محمد ﷺ نے از خود نہیں فرمایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے بہ نفس نفیس اس کا اعلان فرمایا ہے۔ اس لئے قادیانیوں کا یہ کہنا کہ: ''کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت محمد نے رہتی دنیا تک اپنی اہمیت برقرار رکھنے کے لئے خود ہی آخری نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو؟۔'' سراسر ہرزہ سرائی اور آنحضرت ﷺ کی ذات عالی پر بہتان وافتراء ہے۔

صرف یہی ایک آیت نہیں بلکہ قریب قریب ایک سو سے زائد آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو ''ختم نبوت کامل'' مولفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ۔

رہی یہ بات کہ اب کسی دوسرے نبی کی ضرورت کیوں نہیں رہی؟ اور آپ ﷺ کو آخری نبی کیوں قرار دیا گیا؟۔ اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں خود ارشاد فرمادیا کہ: اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کی ضرورت وعدم ضرورت کی حکمت کو خوب جانتے ہیں۔ اس پر کسی کو لب کشائی کی اجازت نہیں۔ لہٰذا اب قادیانیوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست پوچھیں۔ اس کی قوت قاہرہ کی آہنی دیوار سے اپنا سر پھوڑیں اور احتجاج کریں کہ آپ نے حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی کیوں قرار دیا؟۔

الغرض قادیانیوں کا یہ اعتراض مسلمانوں یا حضرت محمد ﷺ کی ذات پر نہیں۔ بلکہ براہ راست قرآن کریم اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے۔

چلئے! اگر ایک لمحہ کے لئے قادیانیوں کا یہ سوال صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو کیا کل کلاں کسی کو اس کا حق بھی ہوگا کہ وہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پہلے اور نوح، شیث، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بعد میں کیوں مبعوث فرمایا؟۔ اسی طرح کیا نعوذ باللہ! کسی کو یہ کہنے کا حق بھی ہوگا کہ:

’’کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے رہتی دنیا تک اپنی اہمیت برقرار رکھنے کے لئے خود ہی اللہ کے خلیفہ اور انسانیت کے باپ ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو؟۔‘‘

اگر کسی کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی...... اور یقیناً نہیں دی جاسکتی...... تو کسی کو حضور ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف لب کشائی کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے؟۔ قادیانیو! اگر ہمت ہے تو اس کا جواب دو۔ ورنہ اس ہرزہ سرائی کے بعد کھلا اعلان کرو کہ ہمارا قرآن' حدیث' اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں ہے۔

۲...... نئے نبی' نئی شریعت اور نئی کتاب کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب پہلے نبی کی نبوت' دین' شریعت اور کتاب منسوخ ہو جائے۔ جبکہ حضرت محمد ﷺ کا دین' کتاب' نبوت اور شریعت قیامت تک کے لئے ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

۱...... ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۰ المائدہ:۳ ‘‘ترجمہ:...... ’’آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔‘‘

۲...... ’’انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ۰ الحجر:۹ ‘‘ترجمہ:...... ’’ہم نے ہی اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔‘‘

۳...... ’’وما ارسلناك الا رحمة للعالمین ۰ الانبیاء:۱۰۷ ‘‘ترجمہ:...... ’’اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر۔‘‘

۴...... ’’یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا ۰ الاعراف:۱۵۸ ‘‘ترجمہ:...... ’’اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔‘‘

۵...... ’’وما ارسلناك الا کافة للناس بشیراً و نذیراً ۰ سبا:۲۸ ‘‘ترجمہ:...... ’’اور جو تجھ کو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو۔‘‘

۶...... ’’ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه ۰ آل عمران:۸۵ ‘‘ترجمہ:...... ’’اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین' سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔‘‘

ان تمام آیات میں جب آنحضرت ﷺ کے دین و شریعت کو مدار نجات اور آپ ﷺ پر نازل کی گئی کتاب کی قیامت تک حفاظت و صیانت' آپ ﷺ کی ذات کو قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے رحمت اور آپ ﷺ کو سب انسانوں کے لئے نبی' رسول' بشیر اور نذیر بنا کر بھیجے جانے کا اعلان فرمایا گیا تو معلوم ہوا کہ جس طرح امت کو صدیوں سے نبی و رسول کی ہدایت و راہ نمائی کی ضرورت تھی۔ آج بھی برقرار ہے اور اس کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی نبوت' رسالت' دین' شریعت اور کلام الٰہی یعنی قرآن پاک کی شکل میں فرما رکھا ہے۔

۳…… اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ پہلے انبیاء اور ان کی شریعتوں کی مثال چراغ کی تھی اور آنحضرت ﷺ کی نبوت و شریعت کی مثال سورج کی ہے اور جب سورج نکل آتا ہے تو نہ صرف یہ کہ سارے چراغ بے نور ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا اگر سورج نکلنے کے بعد کوئی ''عقل مند'' یہ کہے کہ اب چراغ کیوں نہیں جلائے جاتے؟ اور انسانیت کی راہ نمائی کے لئے چراغوں سے روشنی کیوں نہیں حاصل کی جاتی؟ اور سورج کی موجودگی میں چراغوں سے روشنی حاصل نہ کرنا انسانیت کو روشنی سے محروم رکھنے کی سازش کے مترادف ہے۔ بتلایا جائے کہ ایسے ''عقل مند'' کو کیا نام دیا جائے گا؟ اور اس شخص کے اس ''حکیمانہ مشورہ'' کو مانا جائے گا؟۔ یا اسے کسی دماغی ہسپتال میں داخل کیا جائے گا؟۔

۴…… ایک لمحہ کے لئے اگر قادیانی بزرجمہروں کی اس برخود غلط ''دل سوزی'' کو مان بھی لیا جائے تو سوال پیدا ہوگا کہ اگر واقعی اس کی ضرورت تھی؟ تو آنحضرت ﷺ کے بعد کی تیرہ صدیاں اس سے خالی کیوں گزریں؟ اور اس طویل ترین دور میں امت کو نئے نبی کی ضرورت کیوں محسوس نہیں ہوئی؟۔ اسی طرح پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد قادیانی امت کو اس ''خیر'' سے کیوں محروم رکھا گیا؟ اور قادیانیوں کو غلام احمد قادیانی کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت کیوں محسوس نہ ہوئی؟۔

۵…… اگر انسانیت کی راہ نمائی کے لئے نبوت کی ضرورت تھی تو نئی نبوت کے ساتھ ساتھ نئی شریعت کی ضرورت کیوں محسوس نہ کی گئی؟۔ اس لئے اگر نبوت و شریعت کی ضرورت تھی تو پھر چشم بد دور مرزا غلام احمد قادیانی نے ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیوں کیا؟۔ کھل کر صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیوں نہ کیا؟۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین!

سوال…… جب حضرت محمد اور ان کے پیروکار اپنا آبائی مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو سکتے ہیں تو ایک مسلمان کیوں اپنا مذہب تبدیل نہیں کر سکتا؟۔ دوسرا مذہب اختیار کرنے پر اسے مرتد قرار دے کر اس کے قتل کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟۔ کیا اس حکم سے یہ تاثر نہیں ملتا کہ مذہبی تبدیلی کی اجازت دینے سے حضرت کو مسلمانوں کی تعداد میں کمی کا خدشہ تھا۔ کیا یہ حکم اس امر کا غماز نہیں ہے کہ حضرت نے مذہب کے فروغ کے لئے ''اسلام بذریعہ تبلیغ'' کے بجائے ''خاندانی یا موروثی اسلام'' کو ترجیح دی۔ کیونکہ بذریعہ آبادی اسلام پھیلانے کا یہ سب سے آسان اور موثر فارمولا تھا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی مسلمان خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے۔ جو تبدیلی چاہے اسے قتل کر دیا جائے۔ کیا یہ انصاف کے تقاضوں کے منافی نہیں؟۔

جواب…… دین و مذہب کی تبدیلی پر سزائے ارتداد کے اسلامی قانون پر اگر کسی کو بالفرض اعتراض کا حق ہوتا تو اس کے حق دار وہ لوگ تھے جو کسی آسمانی دین و مذہب کے پیروکار ہوتے؟۔ یا ان کے دین و مذہب کی کوئی اساس و بنیاد ہوتی۔ جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ۔ رہے وہ لوگ جن کے دین و مذہب کی کوئی اساس و بنیاد ہی نہیں۔ بلکہ ان کا وجود ہی برخود غلط ہے۔ ان کو اس بحث میں حصہ لینے یا اس پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟۔

۲...... کیا کسی ملک کی قانون ساز اسمبلی اور عوام کے نمائندہ ایوان کی جانب سے جارح اقوام' افراد' چوروں اور ڈاکوؤں کے خلاف قانون سازی پر' چوروں اور ڈاکوؤں یا جارح اقوام کو یہ حق دیا جائے گا کہ وہ یہ اعتراض کریں کہ ہمارے خلاف قانون کیوں بنایا گیا ہے؟ اور ہماری آزادی پر قدغن کیوں لگائی گئی ہے؟۔ یا اسی طرح ملک کے اُچکوں' بدمعاشوں اور سماج دشمنوں کو یہ حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہماری چوری' بدمعاشی اور ڈاکہ زنی پر سزا کا قانون پاس ہوا ہے تو چوری' ڈکیتی اور بدمعاشی سے توبہ کرنے والوں کے خلاف بھی سزا کا قانون بنایا جائے؟۔ لہٰذا جس طرح جارح اقوام' چوروں' ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کو ان کی بدمعاشی اور بدامنی کے خلاف قانون سازی پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ٹھیک اسی طرح سارقین نبوت' مرتدوں اور زندیقوں کے خلاف قانون ارتداد کی ترتیب و نفاذ پر ان مرتدین کو بھی دین و دیانت اور عقل و شریعت کی رو سے کسی قسم کے اعتراض کا کوئی حق نہیں ہے۔ بلکہ ان کا تحفظ' چوروں' بدمعاشوں اور ڈاکوؤں کے تحفظ کے مترادف اور ان کی سرکوبی بدمعاشوں کی سرکوبی کی مانند ہے۔

۳...... جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہودی اور عیسائی اپنا مذہب بدل کر مسلمان ہوں تو ان پر سزائے ارتداد کا اجراء نہیں ہوتا تو...... نعوذ باللہ!...... مسلمانوں کے مرتد ہوکر یہودی' عیسائی یا کسی دوسرے دین کو اپنانے پر یہ سزا کیونکر جاری ہوتی ہے؟۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ:

الف...... بائبل میں بھی مرتد ہونے والے کی سزا قتل ہی ہے۔ چنانچہ خروج: باب ۲۲' آیت: ۲۰ میں ہے کہ:

''جو کوئی واحد خداوند کو چھوڑ کر کسی اور معبود کے آگے قربانی چڑھائے وہ بالکل نابود کردیا جائے۔''

ب...... جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ یہودی' عیسائی یا دوسرے مذاہب کے لوگ اپنا مذہب بدلیں تو ان پر سزائے ارتداد کیوں جاری نہیں کی جاتی؟۔ اصولی طور پر ہم اس سوال کا جواب دینے کے مکلف نہیں ہیں۔ بلکہ ان مذاہب کے ذمہ داروں بلکہ ٹھیکے داروں کا فرض ہے کہ وہ اس کا جواب دیں۔

تاہم قطع نظر اس کے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ طرز عمل صحیح ہے یا غلط؟...... اتنی بات تو سب کو معلوم ہے کہ دنیائے عیسائیت...... یہودیت بھی اپنے باطل و منسوخ شدہ دین کے بارہ میں شدید تعصب کا شکار ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ اپنے دین و مذہب کے معاملہ میں تنگ نظر اور متعصب نہ ہوتی تو آج دنیا بھر کے مسلمان اور امت مسلمہ ان کے ظلم و تشدد کا نشانہ کیوں ہوتی؟۔

اس سے ذرا اور آگے بڑھئے! تو یہودیت کے تعصب کا اس سے بھی اندازہ ہوگا کہ انبیائے علیہم السلام بنی اسرائیل کا قتل ناحق ان کی اسی تنگ نظری کا شاخسانہ اور تشدد پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ورنہ بتلایا جائے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا اس کے علاوہ کون سا جرم تھا؟۔ صرف یہی ناں کہ وہ فرماتے تھے کہ پہلا دین و شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی ہے اور اب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمارے ذریعہ نیا دین اور نئی شریعت آچکی ہے اور اسی میں انسانیت کی نجات اور فوز و فلاح ہے۔

اسی طرح یہودیوں اور عیسائیوں کے ذمہ قرض ہے۔ وہ بتلائیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کو کیوں قتل کیا گیا؟۔ آخر ان معصوموں کا کیا جرم تھا؟۔ اور کس جرم کی پاداش میں ان کا پاک و پاکیزہ اور مقدس لہو بہایا گیا؟۔

اس کے علاوہ یہ بھی بتلایا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کے قتل اور ان کے سولی پر چڑھائے جانے کے منصوبے کیوں بنائے گئے؟۔

مسلمانوں کو تنگ نظر اور سزائے ارتداد کو ظلم کہنے والے پہلے ذرا اپنے دامن سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور لاکھوں مسلمانوں کے خونِ ناحق کے دھبے صاف کریں اور پھر مسلمانوں سے بات کریں۔

ج:...... یہ تو طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و راہ نمائی کے لئے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور رسل علیہ السلام بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا جس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تو اس کی تکمیل اور اختتام حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات پر ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ ان تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے دین و شریعت اور کتب کی کیفیت یکساں تھی یا مختلف؟۔ اگر بالفرض تمام انبیائے کرام کی شریعتیں ابدی و سرمدی تھیں تو ایک نبی کے بعد دوسرے نبی اور ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی؟۔

مثلاً: اگر حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت ابدی و سرمدی تھی اور اس پر عمل نجات آخرت کا ذریعہ تھا تو اس وقت سے لے کر آج تک تمام انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کا تابع ہونا چاہئے تھا۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہودیت و عیسائیت کہاں سے آگئی؟۔ لیکن اگر بعد میں آنے والے دین' شریعت' کتاب اور نبی کی تشریف آوری سے پہلے نبی کی شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی تھی...... جیسا کہ حقیقت بھی یہی ہے...... تو دوسرے نبی کی شریعت اور کتاب کے آجانے کے بعد سابقہ شریعت اور نبی کی اتباع پر اصرار و تکرار کیوں؟۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جب دوسرا نبی' شریعت اور کتاب آجائے اور پہلا دین' شریعت اور کتاب منسوخ ہوجائے تو اس منسوخ شدہ دین' شریعت' کتاب اور نبی کے احکام پر عمل کرنا یا اس پر اصرار کرنا خود بہت بڑا جرم اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت کے مترادف ہے۔

اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی ملک کے قانون میں ترمیم کردی جائے یا اس کو سرے سے منسوخ کردیا جائے اور اس کی جگہ دوسرا جدید آئین و قانون نافذ کردیا جائے۔ اب اگر کوئی عقل مند اس نئے آئین و قانون کی بجائے منسوخ شدہ دستور و قانون پر عمل کرتے ہوئے نئے قانون کی مخالفت کرے تو اسے قانون شکن کہا جائے گا یا قانون کا محافظ و پاسبان؟۔

لہٰذا اگر کسی ملک کا سربراہ ایسے عقل مند کو رائج و نافذ جدید آئین و قانون کی مخالفت اور اس سے بغاوت کی پاداش میں باغی قرار دے کر بغاوت کی سزا دے تو اس کا یہ فعل ظلم و تعدی ہوگا؟۔ یا عدل و انصاف؟۔ کیا ایسے موقع پر کسی

عقل مند کو یہ کہنے کا جواز ہوگا کہ اگر جدید آئین وقانون کو چھوڑنا بغاوت ہے تو منسوخ شدہ آئین وقانون کو چھوڑنا کیونکر بغاوت نہیں؟۔ اگر جدید آئین سے بغاوت کی سزا موت ہے تو قدیم ومنسوخ شدہ آئین کی مخالفت پر سزائے موت کیونکر نہیں؟۔

و...... جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ادیان اوران کی شریعتیں منسوخ ہوچکی ہیں۔ اس سلسلہ میں گزشتہ سطور میں عقلی طور پر ثابت کیا جاچکا ہے کہ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی شریعتوں پر عمل باعث نجات نہیں۔ ورنہ نئے دین' نئی شریعت اور نئے نبی کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی؟۔ تاہم سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ہرایک نے اپنے بعد آنے والے دین وشریعت اور نبی کی آمد سے متعلق اپنی امت کو بشارت دی ہے اوران کی اتباع کی تلقین بھی فرمائی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

''و اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ ۰ آل عمران:۸۱ '' ترجمہ:...... ''اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم' پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتادے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤگے اوراس کی مدد کروگے۔''

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت انجیل کے علاوہ خود قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ:

''ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد ۰ الصف:۶ '' ترجمہ:...''اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام ہے احمد۔''

اسی طرح بائبل میں استثنا' باب:۱۸' میں ہے:''خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی سننا۔''

اسی طرح اسی باب میں مزید ہے:''اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں۔ میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اوراپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔''

(استثنا' باب:۱۸' آیت:۱۷'۱۸)

چنانچہ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نے یہ نہیں فرمایا کہ میری نبوت اوردین وشریعت قیامت تک کے لئے ہے اور میں قیامت تک کا نبی ہوں۔ دنیائے یہودیت وعیسائیت کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی نبی نے ایسا فرمایا ہے تو اس کا ثبوت لاؤ:''قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ۰ '' ہمارا دعویٰ ہے کہ صبح قیامت تک کوئی یہودی اور عیسائی اس کا ثبوت پیش نہیں کرسکے گا۔

جبکہ اس کے مقابلہ میں آقائے دو عالم حضرت محمد ﷺ کو قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور آپ ﷺ کو اللہ کا آخری نبی اور خاتم النبیین فرمایا گیا۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

۱...... ’’قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً · الاعراف:۱۵۸ ‘‘ترجمہ:......’’تو کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔‘‘

۲...... ’’وما ارسلناك الا رحمة للعالمین · الانبیاء:۱۰۷ ‘‘ترجمہ:......’’اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر۔‘‘

۳...... ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین · الاحزاب:۴۰ ‘‘ترجمہ:—— ’’محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور خاتم النبیین۔‘‘

۴...... ’’وما ارسلناك الا کافة للناس بشیراً و نذیراً · سبا:۲۸ ‘‘ترجمہ:......’’اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا۔ سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو۔‘‘

اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے خود بھی فرمایا:

۱...... ’’انا خاتم النبیین لا نبی بعدی · ترمذی ج ۲ ص ۴۵ ‘‘ترجمہ:......’’میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔‘‘

۲...... ’’انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم · ابن ماجه ص۲۹۷ ‘‘ترجمہ:......’’میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔‘‘

۳...... ’’لو کان موسیٰ حیاً ما وسعه الا اتباعی · مشکوٰة ص ۳۰ ‘‘ترجمہ:...’’اگر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔‘‘

اب جبکہ قرآن کریم نازل ہو چکا اور حضرت محمد ﷺ تشریف لے آئے تو ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے دین و شریعت کا سکہ قیامت تک چلے گا۔ اس لئے جو شخص اس جدید و رائج قانون اور آئین الٰہی کی مخالفت کرے گا اور سابقہ منسوخ شدہ دین و شریعت یا کسی خود ساختہ مذہب جیسے موجودہ دور کے متعدد باطل و بے بنیاد ادیان و مذاہب...... مثلاً: ہندو، پارسی، سکھ، ذکری، زرتشتی اور قادیانی وغیرہ...... میں سے کسی کا اتباع کرے گا وہ باغی کہلائے گا۔ دین و شریعت، قرآن و سنت اور عقل و دیانت کی روشنی میں اس کی سزا وہی ہوگی جو ایک باغی کی ہونی چاہیے اور وہ قتل ہے۔

اسی لئے قانون ارتداد پر قادیانیوں کی طرف سے یہ اعتراض خالص دجل و فریب اور دھوکا ہے کہ:

’’کیا اس حکم سے یہ تاثر نہیں ملتا کہ تبدیلی مذہب کی اجازت دینے سے حضرت کو مسلمانوں کی تعداد میں کمی کا خدشہ تھا۔ حضرت نے مذہب کے فروغ کے لئے اور اسلام بذریعہ تبلیغ کے بجائے خاندانی یا موروثی اسلام کو ترجیح دی۔ کیونکہ بذریعہ آبادی اسلام پھیلانے کا یہ سب سے آسان اور موثر فارمولا تھا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی مسلمان خودبخود بڑھتے چلے جائیں گے۔ جو تبدیلی چاہے اسے قتل کردیا جائے۔‘‘

کیونکہ یہ قانون مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لئے نہیں بلکہ اسلام دشمنوں کی راہ روکنے کے لئے ہے۔ اس لئے کہ کسی ملک میں انسداد بغاوت اور جرائم کی روک تھام کا قانون کسی ملک کے شریف شہریوں کے خلاف نہیں بلکہ بدمعاشی کی روک تھام کے لئے وضع کیا جاتا ہے۔

اگر قادیانی فلسفہ کو تسلیم کرلیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ کسی جرم کی روک تھام پر قدغن لگانا یا اس پر کڑی سزا اور کا نفاذ اس کی علامت ہے کہ اس ملک کے شریف شہریوں کے بدمعاش اور جرائم پیشہ ہونے کے خوف سے وہ قوانین نافذ کئے گئے ہیں؟۔ حالانکہ مہذب دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہوتا بلکہ ہر نیک دل حکمران اور شفیق باپ اپنی رعایا اور اولاد کو برائی کے نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔ بعض اوقات از راہ خیر خواہی ان کو سزا بھی دیتا ہے اور معاشرہ کے بدکرداروں کے خلاف قانون سازی کرتا ہے اور اس کی خلاف ورزی پر سخت سے سخت تدبیر کرتا ہے۔

اس سے ذرا مزید آگے بڑھئے تو اندازہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی کفر وشرک پر عذاب وعقاب اور جہنم کی شدید سزا کا قانون مرتب فرما رکھا ہے۔ کیا نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے ماننے والوں کی تعداد میں کمی کا اندیشہ تھا؟ اور اس نے بھی ان کی تعداد بڑھانے کے لئے اس فارمولا کو ترجیح دی ہے؟ اور بذریعہ آبادی اپنے ماننے والوں کی تعداد بڑھانے کے آسان اور موثر فارمولا پر عمل کیا ہے کہ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی اللہ تعالیٰ کے ماننے والے خودبخود بڑھتے چلے جائیں گے؟۔ بتلایا جائے کہ کیا ایسا کہنا عقل ودیانت کے مطابق ہے؟۔ قانون ارتداد پر اعتراض کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ ان کا یہ اعتراض کہاں تک جاتا ہے؟۔

دوسرے لفظوں میں اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا میں سرے سے جرم وسزا کا کوئی قانون ہی نافذ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ایسا ہو تو کیا اس سے معاشرہ انارکی، طوائف الملوکی، انتشار، تشدد اور بدامنی کی لپیٹ میں نہیں آجائے گا؟۔ جو لوگ ایسا مطالبہ کریں کیا سمجھا جائے کہ وہ انسانیت کے دوست ہیں یا دشمن؟۔

سوال..... حضرت محمدؐ نے اپنے خاندان یعنی آل رسول کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے کیوں منع کیا ہے؟۔ کیا اس سے خاندانی بڑائی اور تکبر کی نشاندہی نہیں ہوتی؟۔ کیا رسول کا خاندان افضل اور باقی سب کمتر ہیں؟۔ بحیثیت انسان میں خاندانی افضلیت یا بڑائی تسلیم نہیں کرتا۔ خود حضرت محمد کا قول ہے کہ تم میں افضل وہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں تو پھر یہ قول ان کے اپنے خاندان پر کیوں لاگو نہیں ہوتا؟۔

جواب..... عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ اگر کسی کٹر سے کٹر مخالف میں بھی کوئی خوبی اور کمال نظر آئے تو اس کا اعتراف کرنا چاہئے۔ مگر باطل پرستوں کے ہاں اس کے برعکس یہ اصول ہے کہ جب کسی سے پرخاش، بغض، عداوت یا دلی نفرت ہو تو انہیں اس کی خوبیوں میں بھی سو سو نقائص نظر آتے ہیں اور نہ صرف اس کے محاسن وخوبیوں کو نقائص ومعائب بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ بلکہ ان پر حرف گیری کی جاتی ہے۔ قادیانیوں کے مذکورہ اعتراض میں بھی ذات نبوی ﷺ سے بغض وعداوت کا یہی فلسفہ کارفرما ہے۔

ورنہ اگر دیکھا جائے تو آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات اور اپنے خاندان کے لئے زکوٰۃ وصدقات کو حرام قرار دے کر جہاں امت کے غرباء اور فقراء پر احسان فرمایا ہے۔ وہاں اپنی ذات اور اپنے خاندان کے لئے تنگی اور مشکلات پیدا فرمائی ہیں۔ اس لئے کہ:

۱..... زکوٰۃ تو ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے اور اس کی ادائیگی اس کے ذمہ فرض ہے۔ اگر زکوٰۃ وصدقات واجبہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے خاندان کے لئے حلال ہوتے تو ہر مسلمان کی خواہش ہوتی کہ میری زکوٰۃ سید دوعالم ﷺ کے خاندان اور آل واطہار کے مصرف میں آئے۔ اس سے ذات نبوی ﷺ اور آپ کا خاندان تو آسودہ حال ہو سکتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ مسلمان غرباء اور فقراء مالی تنگی اور تنگ دستی کا شکار ہو جاتے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات، آل، اولاد اور خاندان کے مفادات کی قربانی دی اور اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو مشقت میں ڈال کر امت مسلمہ کے غرباء اور فقراء کے منافع کو پیش نظر رکھا۔

۲..... اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے لئے اور اپنی آل واطہار کے لئے ہدیہ وعطیہ قبول کرنے میں بھی اپنی ذات اور اپنے خاندان کے مالی منافع کو مزید محدود فرمادیا ہے۔ کیونکہ ہدیہ وعطیہ دینے کی نہ تو ہر مسلمان میں استعداد واستطاعت ہوتی ہے اور نہ ہی ہر کسی کو اس کا ذوق ہوتا ہے۔ نتیجتاً آپ ﷺ کا خاندان مالی تنگی اور عسر کے ساتھ ساتھ زہد وتقشف کا خوگر رہے گا اور یہی آنحضرت ﷺ کی خواہش اور دلی دعا تھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ اس کی دعا فرمائی کہ: ''اللهم اجعل رزق آل محمد قوتاً، متفق علیه، مشکوة ص ۱۶۱'' ترجمہ:..... ''اے اللہ! میرے خاندان کا رزق بقدر کفایت ہو۔''

۳..... دیکھا جائے تو آنحضرت ﷺ کا اپنی ذات اور اپنے خاندان کے لئے زکوٰۃ وصدقات کو حرام قرار دینے کا راز یہ تھا کہ اگر آپ ﷺ خود اپنی ذات یا اپنے خاندان کے لئے صدقات وزکوٰۃ لینا حلال قرار دیتے تو احتمال تھا کہ اسلام دشمن اور قادیانیوں جیسے ملاحدہ وغیرہ یہ اعتراض کرتے کہ حضرت محمد ﷺ نے..... نعوذ باللہ!..... زکوٰۃ وصدقات کا حکم اپنی ذات اور اپنے خاندان کی مالی آسودگی کے لئے دیا ہے۔ جب ہی تو..... نعوذ باللہ!..... وہ زکوٰۃ پر پل رہے ہیں۔ اسی حکمت کے تحت آنحضرت ﷺ نے زکوٰۃ کے مصرف کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”توخذ من اغنیائهم وترد فی فقرأهم . ابوداؤد ص ۲۳ ج ۱ “ترجمہ:........”(مال زکوٰۃ) ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقراء پر خرچ کیا جائے۔“ چنانچہ اس حکم سے آپ ﷺ نے اس اعتراض و بدگمانی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا اور واضح کر دیا کہ زکوٰۃ وصدقات کے اجراء سے مقصود اپنی ذات یا خاندان کی معاشی آسودگی نہیں۔ بلکہ ان کے فوائد ومنافع' زکوٰۃ وصدقات دینے والے مسلمانوں کے غریب وفقیر متعلقین ہی کی طرف لوٹائے جائیں۔

۴........ چونکہ جو لوگ بلا ضرورت مانگ کر یا زکوٰۃ وصدقات پر زندگی گزارنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ عموماً ان میں تقویٰ' طہارت' حمیت' غیرت' شجاعت اور دوسرے اخلاق فاضلہ برقرار نہیں رہتے یا کم از کم کمزور پڑ جاتے ہیں اور عام مشاہدہ بھی یہی ہے کہ عام طور پر ایسے لوگوں کی ہمتیں پست ہو جاتی ہیں۔ وہ محنت مشقت اور کسب مال سے جی چراتے ہیں۔ عیش کوشی' راحت پسندی اور آرام طلبی ان کی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے۔ سستی وکاہلی ان کے رگ وریشہ میں سرایت کر جاتی ہے جس کی وجہ سے ایسے لوگ معاشرہ میں بھی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔ اس لئے اندیشہ تھا کہ کہیں خاندان نبوت کے دشمن اس کو آڑ بنا کر ذات نبوی ﷺ کے خلاف زبان طعن کھول کر اپنی دنیا وآخرت نہ برباد کر بیٹھیں۔

انسانوں کے دین وایمان کی بربادی کے اسی خطرہ کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے اپنی آل واطہار اور خاندان کے لئے زکوٰۃ وصدقات کو حرام قرار دے کر اپنی آل' اولاد اور خاندان پر معاشی وسعت کے دروازے بند کر کے ایک طرف ان کے لئے معاشی تنگی پیدا کی تو دوسری طرف بہت سوں کے ایمان واسلام کو بربادی سے بچا لیا۔

۵........ پھر اس کا بھی امکان تھا کہ کہیں میرا خاندان محض قرابت نبوی کی وجہ سے لوگوں کی زکوٰۃ وصدقات کو اپنا حق نہ سمجھ بیٹھے یا کہیں اس کی نگاہ لوگوں کے مال زکوٰۃ وصدقات پر ہی نہ ٹک جائے۔ اس لئے زکوٰۃ وصدقات کو سرے سے ان پر حرام قرار دے دیا گیا۔

۶........ اس کے علاوہ عین ممکن ہے کہ خاندانِ نبوت پر زکوٰۃ وصدقات حرام قرار دینے کی یہ حکمت ہو کہ میرا خاندان ذلیل دنیا اور معمولی رزق کی خاطر مسلمانوں کی نگاہ میں ذلیل وخوار نہ ہو جائے یا لوگوں کی زکوٰۃ وصدقات پر تکیہ کر کے حصولِ رزق میں کاہل وسست نہ پڑ جائے۔ اس لئے آپ ﷺ نے ان پر زکوٰۃ وصدقات کو حرام قرار دے کر انہیں محنت ومجاہدہ سے بقدر کفایت رزق حاصل کرنے اور امور آخرت کی طرف متوجہ فرمایا۔

حیرت ہے کہ قادیانیوں کو ایک طرف آقائے دو عالم ﷺ کے اس زہد وتکفف اور اپنی ذات سے لے کر اپنی آل' اولاد اور خاندان کے لئے کفاف وقناعت کے طرز عمل پر تو اعتراض ہے مگر دوسری طرف انہیں مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کے اس بدترین کردار اور مال بٹورنے کے سو سو غلیظ حیلوں' بہانوں اور بیسیوں قسم کے چندوں پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر قادیانی امت تعصب اور عناد کی عینک اتار کر ایک لحہ کے لئے اپنے انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی مالی حالت پر غور کرتی تو اس پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی کہ سیالکوٹ کی عدالت میں کلرکی کرنے والے ایک

معمولی شخص کی فیملی رائل فیملی کیسے بن گئی؟ اور اس کا خاندان دنیا کے امیر ترین خاندانوں میں کیسے شامل ہو گیا؟ اور اس کے پاس اس قدر روافر مقدار میں مال و دولت کہاں سے آ گئی؟ اور ان کی زمینوں اور جائیدادوں کی اسٹیٹس کہاں سے نازل ہو گئیں؟۔ بلاشبہ قادیانی امت خود ہی مرزائی نبوت کی شریعت کی روشنی میں بتلا سکتی ہے کہ یہ سب قادیانی چندہ مہم کی برکت ہے۔ کیونکہ قادیانی شریعت میں تو قبر بھی چندہ کے عوض فروخت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جو قادیانی وقف زندگی' وقف جدید' وقف فلاں' وقف فلاں کا چندہ نہ دے سکیں' انہیں قادیانی ''بہشتی مقبرہ'' میں دفن ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جس کا معنی یہ ہے کہ جو قادیانی' بہشتی مقبرہ کا چندہ نہ دے پائے دوسرے لفظوں میں وہ جہنمی مقبرہ میں دفن ہوگا۔ گویا مرزا قادیانی کو چندہ نہ دینے والے قادیانی اس دنیا میں ہی جہنمی ہیں۔

قادیانیو! حضرت محمد ﷺ اور آپ کے خاندان کے زکوٰۃ و صدقات استعمال نہ کرنے پر تو تمہیں اعتراض ہے۔ لیکن افسوس کہ تمہیں اپنے نبی کے کنجریوں کی کمائی ہضم کرنے اور اُسے شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر جانے پر کوئی اشکال نہیں۔ آخر کیوں؟۔ قادیانیو! تمہارا نبی زندگی بھر دونوں ہاتھوں سے چندہ سمیٹتا رہا اور ساری زندگی مالی تنگی کا رونا بھی روتا رہا سوال یہ ہے کہ آج اس کی فیملی اور خاندان رائل فیملی کیسے بن گیا؟۔ قادیانیو! تمہارے نبی کی ساری زندگی دوسروں کے مال پر نظر رہی۔ جبکہ ہمارے نبی آقائے دو عالم ﷺ کی زندگی دنیائے دنی سے دامن چھڑانے میں گزری۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''ہمیں تمہارے مال کی نہیں ایمان و اعمال کی ضرورت ہے۔''

قادیانیو! تمہارے ہاں غریب کی کوئی حیثیت نہیں۔ چندہ دینے والے تمہارے ہاں بہشتی ہیں اور غریب جہنمی ہیں اور تم قبروں کو بیچتے ہو۔ جبکہ ہمارے نبی اور ان کے امتیوں نے قبر فروشی کا کاروبار نہیں کیا۔ بلکہ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فمن مات وعليه دين ولم يترك وفاءً فعليّ قضاءه ومن ترك مالاً فلورثته' متفق عليه ۰ مشكوٰة ص ٢٦٣ '' ترجمہ: ''اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس پر کوئی قرضہ ہو تو اس کا میں (محمد ﷺ) ذمہ دار ہوں اور اگر مال چھوڑ جائے تو اس کا مال اس کے وارثوں کا ہے۔''

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ: ''لا نورث ما تركناه صدقة ۰ متفق عليه ۰ مشكوٰة ص ٥٥ '' ترجمہ:...... ''ہم جماعت انبیاء جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ ہمارے خاندان میں بطور وراثت تقسیم نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ صدقہ ہے۔''

قادیانیو! بتاؤ مرزا غلام احمد قادیانی کی جائیداد اس کے خاندان کے علاوہ کہاں خرچ کی گئی؟۔ اگر قادیانیوں میں ذرہ برابر بھی شرم و حیا یا عقل و دانش کی کوئی رمق ہوتی تو وہ نبی اُمی ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر اعتراض کرنے کی بجائے دنیا کے پجاری اور انگریز کے حواری نبی مرزا غلام احمد قادیانی پر دو حرف بھیج کر اس سے اظہار برأت کرتے ۔۔۔ جاری ہے۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

۲۵ ویں سالانہ دوروزہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی روداد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر میں منعقد ہونے والی عظیم الشان دوروزہ ختم نبوت کانفرنس الحمدللہ نہایت کامیاب رہی۔ کانفرنس میں امسال بھی بھرپور حاضری رہی' اللہ رب العزت کے فضل وکرم' نبی اکرم ﷺ کے صدقے اور اکابر اولیاء اللہ و بزرگان دین کی برکت سے یہ اجتماع ہر سال ایک خاص شان وشوکت سے منعقد ہوتا ہے' جس میں حاضری کو تمام مکاتب فکر کے اکابر اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔

امسال بھی حضرت اقدس امیر مرکزیہ اپنی پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود تشریف لائے اور کانفرنس کو رونق بخشی اور کانفرنسوں کی بعض نشستوں کی صدارت فرمائی۔

کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے قاری محمد زرین' قاری مشتاق احمد نے کیا' نصیب برادران مدرسہ ختم نبوت اچھروال' محمد شاہد عمران ساہیوال' حافظ محمد شریف منچن آباد نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کیں۔

کانفرنس سے متحدہ مجلس عمل کے سربراہ قاضی حسین احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی فتنہ کے خلاف تمام مکاتب فکر متحد ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ آخری نبی اور امت مسلمہ آخری امت ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور جہاد کو ختم کرنے کی سازش کی۔ انگریزوں نے مسلمانوں کی قیادت علماء سے لے کر لارڈ میکالے کے نظام کے تعلیم یافتہ افراد کے ہاتھ میں دیدی۔ اللہ کی متعین کردہ ''حدود'' کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔ حدود آرڈی نینس کے خلاف این جی اوز اور غیرملکی سفارت خانوں کا پیسہ استعمال ہورہا ہے۔ امریکی وزارت خارجہ کا امتناع قادیانیت قوانین کی منسوخی کا مطالبہ غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ملک میں قادیانیوں کو بڑی مراعات حاصل ہیں۔ ان کے ساتھ کسی موقع پر امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا۔ قادیانی جماعت نے عام قادیانیوں کو غلاموں کی طرح جکڑا ہوا ہے۔ اگر قادیانی جماعت کی اجارہ داری ختم کردی جائے تو آدھا چناب نگر قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہوجائے۔ دنیا میں ایسا کوئی اسلحہ یا ٹیکنالوجی نہیں بنی جو شوق شہادت کو شکست دے سکے۔ درحقیقت دنیا میں تہذیبوں کی جنگ نہیں بلکہ یہودیوں کے روڈ میپ کی تنفیذ کی جدوجہد ہورہی ہے کہ دنیا میں کس طرح ان کی اقتدار کا غلبہ ہو۔ اتحاد' ایمانی قوت اور حضور ﷺ سے عہد وفا کے ذریعہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے اقتباسات درج کئے گئے ہیں۔ مرزا کی اصل کتب پر کوئی پابندی

نہیں' لیکن تردید قادیانیت کے لٹریچر پر پابندی عائد کی جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں ہمارے ساتھ یہ امتیازی سلوک برتا جارہا ہے۔ مرزا قادیانی کی تحریروں کا مطالعہ کریں تو یقین ہوجاتا ہے کہ یہ تحریر کسی نبی کی نہیں ہوسکتی' میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہر قدم پر آپ کے ساتھ ہوں۔ متحدہ مجلس عمل اور مجلس تحفظ ختم نبوت اس لئے وجود میں آئی ہیں کہ باطل کے خلاف مشترکہ جدوجہد کی جائے۔ سینیٹر علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اتحاد بین المسلمین کا انٹرنیشنل اسٹیج ہے۔ مجلس کی کتب ورسائل پر پابندی لگانے کا مقصد قادیانیوں کو تقویت پہنچانے کی سازش ہے۔

ردقادیانیت وعیسائیت کورس

اس سال کانفرنس کے موقع پر سالانہ ردقادیانیت کورس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں دوصد تمیس شرکاء کورس کو اسناد اور کتب دی گئیں۔ مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے اکیس طلباء کرام' جنہوں نے حفظ اور گردان مکمل کرکے وفاق المدارس کا امتحان پاس کیا۔ ان کو بھی کانفرنس کے موقع پر اسناد دی گئیں اور ان کی دستار بندی بھی کی گئی۔ کانفرنس کے موقع پر 22 ستمبر 2006ء بمطابق 28 شعبان 1427ھ صبح 9 بجے جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس عمومی کا اجلاس ہوا۔ جس میں آئندہ تین سال کے لئے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم کو امیر مرکزیہ اور نائب امیر اتفاق رائے سے منتخب کیا گیا۔

ختم نبوت کانفرنس کی مختلف نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے ممتاز علمائے کرام ومقررین مولانا عبدالمجید لدھیانوی' مولانا عبدالمجید ندیم شاہ' مولانا اللہ وسایا' مولانا عبدالغفور قاسمی' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا محمد قاسم رحمانی' مولانا محمد یوسف نقشبندی' مولانا عزیز الرحمٰن ثانی' مولانا عبدالنعیم' مولانا عبدالستار حیدری' مولانا ذوالفقار طارق' مولانا عبدالخالق' مفتی محمد راشد مدنی' مفتی خالد محمود' مفتی خالد میر' مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی' مولانا محمد ارشد الحسینی' مولانا عبدالغفور حیدری' علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری' مولانا محمد مراد ہالیجوی' علامہ احمد میاں حمادی' مولانا زاہد الراشدی' مولانا عبدالحمید لنڈ' مولانا صاحبزادہ عزیز احمد' مولانا محب اللہ' حافظ ابتسام الٰہی ظہیر' علامہ خان محمد قادری' مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حافظ عبدالوہاب' حافظ عبدالرحمٰن' مولانا پیر عبدالرحمٰن نقشبندی' مولانا فضل الرحیم' مولانا نور الحق نور' حافظ محمد ثاقب' مولانا محمد علی صدیقی' مفتی تقی الدین شامزی' مولانا ضیاء الدین آزاد' مولانا خان محمد جمالی' مولانا عبدالحکیم نعمانی' مولانا محمد یعقوب ربانی' مولانا محمد طیب فاروقی' مولانا مسعود احمد' مولانا عبدالرشید جھنگوی' مولانا محمد حسین ناصر' مولانا محمد فیاض مدنی' محمود الحسن' صاحبزادہ مولانا محمد انس' قاری کامران احمد' محمد شاہد عمران' حافظ محمد شریف' مولانا قاری انور الحق حقانی' ڈاکٹر دین محمد فریدی' صاحبزادہ حافظ مبشر محمود' حافظ محمد شریف' مولانا قاضی احسان احمد' خواجہ عبدالماجد صدیقی' مولانا محمد ادریس اور دیگر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو "محمد رسول اللہ" قرار دے کر اسلام اور نبوت محمدیہ سے بغاوت کا ارتکاب کیا ہے۔

پوپ کے خطاب میں توہین رسالتؐ پر مشتمل جملے اور امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ میں توہین رسالت کے قانون کے خلاف ہرزہ سرائی مغرب اور عیسائی دنیا کے اسلام دشمن رویئے کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ پاکستان میں قادیانیت کو کسی صورت میں پنپنے نہیں دیا جائے گا۔ وطن عزیز لاکھوں مسلمانوں کی جانوں کی قربانی دے کر اس لئے نہیں بنایا گیا کہ اس میں قادیانیت کو فروغ ہو اور قادیانی عقائد کی ترویج و اشاعت ہو۔ ہم عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ امریکی رپورٹس قادیانیوں کی شہ پر مرتب کی جارہی ہیں۔ بیرون ملک قادیانی' پاکستان کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈے میں مصروف ہیں جس کی وجہ سے آئے دن بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف مغربی میڈیا زہر اگلتا رہتا ہے۔ قرآن و حدیث میں آنحضرت ﷺ کو آخری نبی قرار دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ کے مقابلہ میں جس شخص نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا یا کرے گا' امت مسلمہ سنت صدیقی پر عمل کرتے ہوئے اس کو اس کے منطقی انجام تک پہنچا کر ہی دم لے گی۔ قادیانیوں نے غیر اسلامی عقائد و نظریات کو اسلام باور کرانے کی ناپاک جسارت کر کے اسلام کو بین الاقوامی سطح پر بدنام کرنے کی سازش کی ہے۔ امتناع قادیانیت سے متعلق قوانین کا ملک میں نفاذ پاکستانی عوام کے دل کی آواز ہے۔

اس موقع پر صاحبزادہ سعید احمد' صاحبزادہ رشید احمد' صاحبزادہ نجیب احمد' مولانا محمد طیب لدھیانوی' مفتی محمد بن مفتی محمد جمیل خان' قاری فیض اللہ چترالی' مفتی محمد طاہر مکی اور دیگر علمائے کرام بھی موجود تھے۔ کانفرنس کے حوالے سے جو قراردادیں پیش کی گئیں' وہ درج ذیل ہیں۔

☆...... یہ اجتماع امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے بین الاقوامی مذہبی آزادی کے بارے میں رپورٹ میں پاکستان میں رائج قادیانیت سے متعلق قوانین کی منسوخی کے مطالبے کی شدید مذمت کرتا ہے اور اسے پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کے ایماء پر اس قسم کی غلط اور بے بنیاد رپورٹوں کی اشاعت کا سلسلہ بند کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع ملک میں انتظامیہ کی قادیانیت نوازی کی مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کی بے جا حمایت اور انہیں آئین و قانون سے بالاتر مراعات کی فراہمی کا سلسلہ ترک کر دیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ حدود آرڈیننس کو قرآن و سنت سے ہم آہنگ رکھا جائے اور اس میں غیر ضروری تبدیلیاں کر کے اس کو غیر اسلامی بنانے کی کوششیں ترک کر دی جائیں۔

☆...... یہ اجتماع ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں پر آئین اور قانون کے تحت یکسر پابندی عائد کی جائے۔

☆...... یہ اجتماع عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات پر پابندی کا شوشہ چھوڑنے کو قادیانی سازش قرار دیتے ہوئے' اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق کتب و رسائل پر کسی بھی قسم کی پابندی کو کسی قیمت پر قبول نہیں کیا جائے گا اور ہر سطح پر اس کے خلاف آئینی و قانونی جدوجہد کی جائے گی۔

☆...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون' امتناع قادیانیت سے متعلق قوانین اور آئین کی دیگر اسلامی دفعات کے خلاف ہر قسم کی ہرزہ سرائی اور اخبارات' جرائد اور ٹی وی چینلز پر ان کے حوالے سے مذاکروں اور مباحثوں پر پابندی عائد کرتے ہوئے اس کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم رہنما صاحبزادہ طارق محمودؒ کی وفات کو امت مسلمہ کے لئے بالعموم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے بالخصوص عظیم سانحہ قرار دیتا اور امید کرتا ہے کہ ان کی اولاد بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنا تن من دھن وقف کردے گی۔

☆...... یہ اجتماع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شہدا' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ' مفتی نظام الدین شامزیؒ' مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ کے قاتلوں کی سالہا سال گزرنے کے باوجود عدم گرفتاری کو مجرمانہ غفلت قرار دیتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔

☆...... یہ اجتماع پوپ کی جانب سے گستاخی اور توہین رسالت کے ارتکاب کی شدید مذمت کرتا ہے۔ گستاخانِ رسول نے یہ وطیرہ بنالیا ہے کہ پہلے وہ توہین رسالت کا ارتکاب کرتے ہیں اور پھر معافی مانگنے کا ڈھونگ رچاتے ہیں' ہم تمام گستاخانِ رسول کی معافی کو مسترد کرتے ہیں' ہماری نظر میں مرزا غلام احمد قادیانی اور پوپ ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں کانفرنس کے آخری مقرر حضرت مولانا عبدالغفور حیدری تھے۔

الحمدللہ! کانفرنس کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی' اللہ رب العزت محض اپنے فضل وکرم سے اس سعی کو قبول فرماکر قیامت کے دن آقائے دو عالم' خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت پوری جماعت' تمام مقررین اور شرکاء کو عطا فرمائے۔ آمین۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی کتابوں سے پابندی اٹھائی جائے

ملتان...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔ قادیانی غیر مسلم ہوتے ہوئے خود کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ مسلمانوں کے خلاف چھپنے والے لٹریچر چھاپنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کرے۔ یہ بات انہوں نے گذشتہ روز دفتر ختم نبوت میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ پریس کانفرنس میں ان کے ہمراہ جمعیت العلماء اسلام کے رہنماء ڈاکٹر عارف خان بھی موجود تھے۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا کہ مرزا قادیانی کی لکھی گئی کتابوں سے جو ریفرنس ہم نے اپنی کتابوں میں شائع کئے ہیں ان پر پابندی لگادی گئی ہے۔ جبکہ قادیانیوں کی کتابیں سرعام فروخت ہورہی ہیں اور حکومت ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے رہی۔ یوں لگتا ہے کہ حکومت قادیانیوں کو خوش کرنا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت یہ حق رکھتی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف چھپنے والے لٹریچر کی نشاندہی کرے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی ضبط کی جانے والی کتابوں کی مذمت کرتے ہیں۔ دفاع کے لئے چھپنے والی کتابوں پر پابندی کا کوئی جواز نہیں۔ پریس کانفرنس میں انہوں نے بتایا کہ ختم نبوت

کی 10 کتابوں سمیت 90 کتابوں پر پابندی عائد کردی گئی ہے اور پولیس کے ذریعے ہمیں پابندی عائد کی جانے والی کتابوں کی فہرست بھی فراہم کردی گئی۔

قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں، ہتھکڑیاں راستہ نہیں روک سکتیں

ڈیرہ اسماعیل خان...... تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ناموس اور مقام کے تحفظ کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں۔ ان کے خطرناک عقائد اور عزائم سے عوام کو آگاہ کرنا ہماری زندگی کا مشن ہے۔ گرفتاریاں، ہتھکڑیاں اور گولیاں ہمارا راستہ نہیں روک سکتیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ اسماعیل خان کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس کے شرکاء، شیخ الحدیث حضرت مولانا علاؤالدین، قاری محمد نواز فاروقی، چوہدری جمعہ دین، محمد اصغر چوہدری، حافظ حماداللہ فاروق، ڈاکٹر عبداللہ ظفری، حافظ محمد خالد گنگوہی نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ مقامی پولیس نے انتہائی عجلت میں اتنے حساس مسئلہ کو چھیڑنے کے لئے حساس ضلع کا انتخاب کیا ہے۔ حافظ خالد گنگوہی اور محمد اصغر چوہدری کی گرفتاری حضور ﷺ کی ناموس اور مقام کے تحفظ کی خاطر عمل میں لائی گئی ہے اور یہ آئی جی پی اور مقامی پولیس افسران کی قادیانیت نوازی کی کھلی دلیل ہے۔ قادیانی آئین پاکستان کے تحت غیر مسلم اقلیت ہیں۔ لیکن آئین کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ حکومت ان کو کلیدی عہدوں سے الگ کرے۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور ان کی اسلام اور ملک دشمنی کا پردہ چاک کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ قادیانیوں کی مصنوعات شیزان کا بائیکاٹ حضور ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔ اگر یہ بات جرم ہے تو ہم سب یہ جرم سرعام کرتے رہیں گے۔ اس سلسلہ میں لاٹھی، گولی، ہتھکڑی ہمارا راستہ نہیں روک سکتی ہے۔

دارالعلوم مدنیہ بہاولپور میں علماء کرام کا اجلاس ختم نبوت کی کتابوں پر پابندی پر احتجاج

بہاولپور...... جامعہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور میں ختم نبوت کی کتب پر پابندی کے خلاف مذمتی اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت جامعہ کے مدیر مولانا مفتی عطاء الرحمٰن نے کی۔ اجلاس میں ختم نبوت کی کتب پر لگائی جانے والی پابندی کی مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ قادیانی لابی کو خوش کرنے کے لئے حکومت جو بھی اقدام کررہی ہے اس سے گریز کیا جائے اور ختم نبوت کی کتب سے پابندی ختم کرکے قادیانی کتب پر پابندی لگائی جائے اور انہیں ضبط کیا جائے۔ بعد ازاں ختم نبوت کے عظیم رہنما صاحبزادہ طارق محمود کی وفات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے لئے قرآن خوانی کی گئی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

ختم نبوت کی کتب پر پابندی ناقابل برداشت ہے

اسلام آباد...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دفتر ختم نبوت میں مولانا عبدالرؤف کی زیر صدارت اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عبدالوحید قاسمی، مولانا احسان اللہ، مولانا عبدالحلیم قاسمی، مولانا اسد اللہ، مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا عظیم، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا خالد میر، مولانا خالد مبین اور دیگر نے شرکت کی۔

علماء نے کہا کہ ختم نبوت کی کتب پر پابندی نا قابل برداشت ہے اور حکومت ہوش کے ناخن لے۔ اس وقت موجودہ حکومت اپنے آقا امریکہ کے حکم پر جہاں قادیانیوں کی حفاظت کر رہی ہے وہاں قادیانیوں کے منصوبوں کی تکمیل کا کام سرانجام دے رہی ہے۔ پاکستان کی سول کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک پاکستان میں نہیں۔ بیرون پاکستان کئی ممالک نے قادیانیوں کے متعلق کفر اور مرتد کا فیصلہ دیا ہے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے 1974ء میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔ لیکن موجودہ حکومت قادیانیوں کو اپنی گود میں بٹھا کر پال رہی ہے اور قادیانیوں کی وہ کتب جو کفریہ عقائد، توہین رسالت اور اشتعال انگیز عبارات پر مشتمل ہیں۔ حکومت کی سرپرستی میں شائع ہو رہی ہیں۔ لیکن قادیانیوں کی غلیظ ترین کتب سے حوالہ جات اخذ کر کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے امت کو اس گمراہی سے بچانے کے لئے جو رسائل شائع کئے۔ ان پر پابندی لگانا حکومت کی آئین پاکستان سے کھلم کھلا غداری ہے۔

ختم نبوت کی کتابوں پر پابندی باطل قوتوں کو خوش کرنے کے مترادف ہے

جتوئی...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس امیر ختم نبوت محمد صدیق زرگر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں کافی تعداد میں کارکنوں نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عطاء الرحمن نے کہا کہ ختم نبوت کی کتابوں پر پابندی لگانا ظلم ہے اور باطل قوتوں کو خوش کرنے کے مترادف ہے۔ ہم کبھی بھی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ختم نبوت کی کتابوں پر پابندی برقرار رہے۔ لہٰذا جلد از جلد ختم نبوت کی کتابوں پر سے پابندی اٹھائی جائے۔ ورنہ تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔

پولیس کا قادیانیوں کے مرکز پر چھاپہ، 2 قادیانی گرفتار، شر انگیز مواد برآمد!

ڈیرہ غازی خان...... شر انگیز مواد برآمد ہونے پر قادیانی جماعت کے دو افراد کے خلاف مقدمہ درج، تفصیل کے مطابق بلاک نمبر 3 میں قادیانی جماعت کے مرکز پر چھاپہ مار کر پولیس نے شر انگیز مواد پر مبنی قادیانیوں کے ایک بڑے ہفت روزہ کی 31 عدد کاپیاں ضبط کر کے دو قادیانیوں بشیر احمد وغیرہ کو گرفتار کر کے ان سے فرقہ واریت پر مبنی مواد برآمد کر لیا۔ پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف 188 کا مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ دریں اثناء عالمی تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا عبدالرحمن غفاری نے کہا کہ قادیانی شروع سے ہی مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلا رہے ہیں۔ جس کے لئے ضروری ہے کہ حکومت قادیانیوں کا پوری سختی کے ساتھ محاسبہ کر کے ان سے مزید مواد برآمد کرے۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت اپنا مشن جاری رکھے گی اور حضور اقدس ﷺ کی نبوت کے منکرین کا تعاقب جاری رہے گا۔

اندرون سندھ ارتدادی سرگرمیوں میں ملوث 3 قادیانی گرفتار

جھڈو...... قادیانیوں کے اوچھے ہتھکنڈے، 2 سادہ لوح مسلمانوں کو زبردستی قادیانی عبادت خانے میں لا کر قادیانی طریقے سے عبادت کروانے اور 3 گھنٹے حبس بے جا میں رکھ کر آئندہ قادیانیوں کے ساتھ باقاعدہ نماز پڑھنے کا

وعدہ لے کر آزاد کرنے والے 3 قادیانی گرفتار، سیٹلائٹ ٹاؤن تھانہ میں مقدمہ درج۔ تفصیلات کے مطابق العمران ٹاؤن کے باشندے محمد علی ولد شادو منگھی نے سیٹلائٹ ٹاؤن پولیس اسٹیشن پر سب انسپکٹر عبدالرشید چانیو کے پاس ضلع میرپور خاص اور زیریں سندھ میں قادیانیت کی تبلیغ کرنے والے افراد کی غیر قانونی سرگرمیوں کا راز فاش کرتے ہوئے الیف، آئی، آر درج کروائی ہے کہ مولا بخش، حاجی خاص خیلی اور اکبر نامی قادیانی افراد ان کو خیرات کا کھانا کھلانے کے بہانے ایک مکان میں اور بعد ازاں ڈاکٹر منان قادیانی کی رہائش گاہ پر واقع عبادت خانے میں لے گئے۔ مذکورہ عبادت خانے میں مسعود چانڈیو اور نیاز مرزائی نے انہیں آدھا کلمہ پڑھوایا اور اذان، تکبیر کے بغیر نماز زبردستی ادا کروائی۔ اس وقت عبادت خانے میں تقریباً 18 افراد موجود تھے۔ محمد علی نے بتایا کہ مذکورہ عبادت خانہ میں اعلیٰ درجہ کے فرنیچر، سی ڈی پلیئر اور ٹیلی ویژن رکھا تھا۔ اس نے بتایا کہ انہوں نے متعدد مرتبہ مذکورہ جگہ سے نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن مسعود چانڈیو اور دیگر قادیانیوں نے انہیں جانے نہیں دیا اور زبردستی 3 گھنٹے تک حبس بے جا میں رکھ کر بالآخر اس شرط پر آزاد کیا کہ عبادات قادیانیوں کے ساتھ ادا کریں گے۔ محمد علی منگھی کے ساتھ قادیانیوں کے تشدد کا شکار ہونے والے ورایو نے بتایا کہ مرزائیوں نے دھوکہ دہی کے ذریعے قادیانی عبادت خانے میں عبادت کروا کر ان کا مذہب تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ جس سے ان کے مذہبی عقائد کو ٹھیس پہنچی ہے۔ مذکورہ افراد کی درخواست پر گزشتہ دنوں سب انسپکٹر عبدالرشید نے 18 افراد کے خلاف دفعہ 298-C-341-34 پی پی سی کے تحت الف آئی آر 62/2006 درج کر کے مقدمہ انویسٹی گیشن انچارج کانبو خان مری کے حوالے کر دیا۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے ڈھاکہ میں ہزاروں افراد کا مظاہرہ

بنگلہ دیش میں تحریک ختم نبوت نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کر دیا۔ اس حوالے سے دارالحکومت میں ہزاروں لوگوں نے مظاہرہ کیا۔ جس کے پیش نظر حکومت نے قادیانیوں کی عبادت گاہ اور کالونیوں کی حفاظت کے لئے 1500 سیکورٹی اہلکار تعینات کر دیئے۔ ریلی کے دوران تحریکی ساتھیوں نے حکومت کے خلاف نعرے لگائے اور قادیانی جماعت کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ تنظیم کے رہنما مولانا علی احمد نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ مسلم قوم کی تمام تر پہچان ختم نبوت ہی کی وجہ سے ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے ہندوستان میں مسلمانوں نے کتنی قربانیاں دیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمسایہ ملک پاکستان نے بھی آئینی طور پر مرزائیوں کو اقلیت قرار دے کر غیر مسلم تصور کیا ہے۔ لہٰذا اس کے تحت بنگلہ دیش حکومت کو چاہئے کہ انہیں فوری طور پر اقلیت قرار دینے کے لئے پارلیمنٹ میں بل پیش کرے۔

آزاد کشمیر میں عیسائیوں اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کو لگام دی جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے امیر قاری عبدالوحید قاسمی نے کہا ہے کہ عیسائی قادیانی اتحاد آزادی کشمیر میں ایک ہولناک خطرے کا نشان بن گیا ہے ان کو لگام دی جائے۔ متاثرین زلزلہ اور سرکاری سکولوں میں کفریہ عقائد اور

توہین رسالت پر مشتمل لٹریچر اور خاکے بھاری مقدار میں ایک منظم سازش کے تحت تقسیم کئے جارہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اپنے ایک اخباری بیان میں کیا۔ ضلع باغ کے گاؤں ناڑ شیر علی خان کے سکول میں اساتذہ کے ذریعے جو خاکے تقسیم کئے گئے ہیں۔ گستاخی رسالت پر مشتمل ہیں اور عیسائیوں کے کفریہ عقائد پر مشتمل لٹریچر بھی بھاری مقدار میں تقسیم کیا گیا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ ہم حکومت پاکستان وحکومت آزاد جموں وکشمیر خصوصاً محکمہ تعلیم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فی الفور قادیانی وعیسائی سازشوں کو روکیں اور ان پر فی الفور پابندی لگائیں۔ آئین کے مطابق وہ اس قسم کے گمراہ لٹریچر تقسیم نہیں کر سکتے۔ اس میں ملوث تمام افراد، این جی اوز اور سرکاری اساتذہ پر پابندی لگائی جائے اور تقسیم شدہ تمام لٹریچر کو واپس جمع کیا جائے۔ ورنہ حالات کی ذمہ داری حکومت، ضلعی انتظامیہ اور ان این جی اوز پر ہوگی۔ کشمیری مسلمان کسی بھی صورت میں توہین رسالت برداشت نہیں کریں گے اور ان مجرموں کے خلاف راست اقدام پر مجبور ہو جائیں گے۔ قادیانی وعیسائی سازشیں خطہ کشمیر میں کامیاب نہیں ہوسکتیں۔

زکریا یونیورسٹی سے قادیانی لیکچرار عامر سہیل برطرف، 'محشر خیال' نامی کتاب نصاب سے خارج

ملتان...... حکومت پنجاب نے دل آزار کتاب ''محشر خیال'' کے مرتب اور اردو کے لیکچرار عامر سہیل قادیانی کی ڈیپوٹیشن منسوخ کر کے اسے بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی سے لیکچرر شپ کا چارج فوری طور پر چھوڑنے اور محکمہ تعلیم پنجاب کو رپورٹ کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ زکریا یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے حکومتی حکم نامے کی تعمیل میں گذشتہ روز لیکچرار عامر سہیل کی شعبہ اردو سے سبکدوشی کا نوٹیفکیشن جاری کردیا۔ مزید برآں یونیورسٹی کے شعبہ اردو نے سیکرٹری تعلیم پنجاب کی وضاحت طلبی پر واضح کیا ہے کہ دل آزار کتاب ''محشر خیال'' کو فوری طور پر ایم اے اردو کے نصاب سے خارج کردیا گیا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شائع کردہ کتب پر پابندی کا مذموم فیصلہ واپس لیا جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ لوئر پکھل کے ناظم مولانا قاری محمد شاہ نقشبندی نے کہا کہ قادیانیت کے تعاقب پر لکھی گئی کتب پر حکومت کی پابندی انتہائی جارحانہ اقدام ہے اور قادیانیت کو سہارا دینے کی ایک ناکام کوشش ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے آنحضرت محمد مصطفی ﷺ کی ختم نبوت پر جارحانہ حملہ کر کے امت مسلمہ کو انتشار کا شکار بنایا تھا۔ علماء کرام دیندار مسلمانوں کے سو سالہ تعاقب سے یہ مسئلہ حکومت کے ایوانوں سے ہوتا ہوا اپنے منطقی انجام تک پہنچا۔ قومی اسمبلی نے فیصلہ کیا کہ مرزائیت اسلام کے خلاف ایک نیا مذہب اور اسلام کے ساتھ اس کا کوئی تعلق بھی نہیں۔ مرزا کو ماننے والا دائرہ اسلام سے خارج اور امت مسلمہ سے خارج ہوکر غیر مسلم اقلیت میں شمار ہوگا۔ اس مسئلہ کی وضاحت اور سادہ لوح مسلمانوں کی ایمانی زندگی کی حفاظت علماء اور دانشوران اسلام کا فریضہ ہے۔ اس پر قدغن لگانا انتہائی زیادتی اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ حکومت اس مذمومہ فیصلہ کو واپس لے کر مسلمانوں میں پایا جانے والا ہیجان ختم کرے۔

مولانا قاری محمد شاہ نقشبندی نے پوپ کے ناموس رسالت پر حملہ کو ایک سوچی سمجھی سازش کا حصہ قرار دیا اور کہا کہ یہ عیسائی دنیا کی انتہائی مذموم حرکت ہے۔ پوپ کے ترجمان نے جو عذر گناہ کیا ہے وہ بدتر از گناہ ہے۔ پوپ کو بین المذاہب اس طرح کی بے سروپا باتیں کرنا زیب نہیں دیتا۔ ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے اس کی سخت مذمت کرنا اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔

اظہار تعزیت

مولانا قاری محمد شاہ نقشبندی نے صاحبزادہ طارق محمود کی ناگہانی وفات پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور ان کی خدمات کی قبولیت کی دعا کے ساتھ ان کی مغفرت کی دعا کی۔ خداوند کریم ان کے پسماندگان کو یہ صدمہ سہنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد

9 رستمبر کو ڈھوڈ میں عظیم الشان محمد رسول اللہ ﷺ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے خطیب پاکستان مولانا عبدالغفور حقانی نے کہا کہ ہم اس ختم نبوت کے لٹریچر پر حکومتی پابندی کو تسلیم نہیں کرتے۔ حکومت مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش نہ کرے۔ ہم نے پہلے بھی ختم نبوت کے محاذ پر حکومت کو شکست دی ہے۔ آئندہ بھی دیں گے۔ 10 رستمبر کو منڈیاں میں عظمت قرآن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد صدیق شریفی نے کہا کہ ہم اس حکومتی پابندیاں کی دھجیاں بکھیر دیں گے۔ ہم ختم نبوت کا پرچم لہراتے رہیں گے۔ 12 رستمبر کو تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس کے زیر اہتمام علماء کرام کا ہنگامی اجلاس ہوا۔ اجلاس میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز کی طرف سے آنے والی ہر کال پر لبیک کہا جائے گا۔ ہم تحفظ ختم نبوت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ 13 رستمبر کو ہرنو کے مقام پر سنی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ ختم نبوت کے تحفظ پر تمام مکاتب فکر متفق ہیں۔ حکومت نے صرف ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی لگائی ہے۔ کسی قادیانی کتاب یا رسالے پر پابندی نہیں لگائی۔ ہم یہ پابندی مسترد کرتے ہیں۔ تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس کی اپیل پر جمعہ 15 رستمبر کو مساجد میں ''یوم احتجاج'' منایا گیا۔ علماء کرام نے کہا کہ مذکورہ حکومتی فیصلہ 7 رستمبر یوم ختم نبوت کو کیا گیا۔ اس طرح ملک بھر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی گئی اور قادیانیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی ایک بھونڈی کوشش کی گئی۔ علماء کرام نے کہا کہ حکومت فوراً اپنا فیصلہ واپس لے ورنہ ہمارا یہ احتجاج شدت اختیار کرسکتا ہے۔ 16 رستمبر کو چبہ حویلیاں کے مقام پر دستار فضیلت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وفاق المدارس عربیہ پاکستان کے ناظم مولانا قاضی عبدالرشید نے ختم نبوت کی کتب پر پابندی کی سخت مذمت کی۔ اسی رات شیر اتوالہ گیٹ ہری پور میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سفیر اسلام مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ نے مرزائیت کو فروغ دینے کی حکومتی کوشش پر سخت تنقید کی۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیت اس وقت دم توڑ رہی ہے۔ حکومت اس دم توڑتی مرزائیت کو سہارا نہ دے۔ ختم نبوت کے رسائل پر پابندی سے ہمارا مشن نہیں رک سکتا۔ 18 رستمبر کو ہری پور میں ایک عظیم الشان

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے خطیب پاکستان مولانا سید چراغ الدین شاہ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے۔ ہم ختم نبوت کی کتب ورسائل کو پھیلاتے رہیں گے۔ حکومت اپنا فیصلہ واپس لے۔

اظہار تعزیت

تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس ضلع ایبٹ آباد کا ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت وقار گل جدون منعقد ہوا۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما، نامور صحافی، خطیب اور نامور ادیب صاحبزادہ طارق محمود کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ مقررین نے کہا کہ صاحبزادہ طارق محمود کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ صفات سے نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء کرے۔ اجلاس میں مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا کی گئی۔ اجلاس میں دوسروں کے علاوہ ساجد اعوان سید مجاہد علی شاہ، اعجاز احمد، مظہر خان جدون اور محمد صدیق نے شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس پشاور

گذشتہ ماہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے زیر اہتمام چوک قصہ خوانی بازار میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی، حضرت مولانا شجاع الملک ایم این اے، حضرت مولانا سمیع اللہ خان فاروقی، حضرت مولانا نور الحق نور، حضرت مولانا اکرام اللہ جان قاسمی ودیگر علماء کرام ودانشور حضرات نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ختم نبوت کا مسئلہ امت مسلمہ میں ہمیشہ متفقہ چلا آرہا ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

انگریزوں نے جہاد کو ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مکانی کو لاکھڑا کیا۔ جس نے اپنی ساری زندگی اسلام، جہاد اور مسلمانان عالم کے خلاف انگریز کی پشت پناہی میں گذاری۔ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودہ ہر لمحہ اسلام کے خلاف بکتا رہا اور انگریز کو خوش رکھنے کے لئے پاپڑ بیلتا رہا۔ مولانا اللہ وسایا نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ پچھلے دنوں یکم ستمبر کو میں سکھر میں تھا۔ روزنامہ نوائے وقت کراچی میں پڑھا کہ ڈنمارک میں کپڑوں کے اوپر قرآنی آیات پرنٹ کر دی گئی ہیں۔ تاکہ اس سے نیکر اور شلوار بنا کر آیتوں کی توہین کی جاسکے۔ اس طرح انہوں نے جوتوں پر محمد عربی ﷺ کے اسماء مبارکہ پرنٹ کئے ہیں۔ تاکہ مسلمان غیض وغضب کا شکار ہوں۔ انہوں نے نہایت تفصیل کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ قرآن کے انداز بیان پر غور کریں۔ ایک ایک لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم وتوقیر کی گئی ہے اور حضرت مریم مقدسہ علیہا السلام کی پاکبازی اور پاکدامنی بیان کی گئی ہے۔ تو پھر عیسائی کیونکر پیغمبر اسلام کے ناموس اور عزت کے درپے ہیں؟۔ عیسائی برادری کو چاہئے کہ وہ تمام انبیاء کرام کے ناموس وتقدس کی بحالی یقینی بنائیں اور کسی بھی نبی کی توہین میں ملوث ہوکر دنیا وآخرت کو برباد نہ کریں۔

جلسہ کے آخر میں مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی، ناظم نشرواشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور نے مندرجہ ذیل قراردادیں پیش کیں۔

۱...... حکومت 1984ء، امتناع قادیانیت کے تحت قادیانیوں کی اسلام دشمن اور ملک دشمن سرگرمیوں کو لگام دے۔

۲...... یہود و نصاریٰ کی شہ پر حکومت پاکستان نے دہشت گردی کو ختم کرنے کے نام پر علماء کرام، مساجد اور دینی مدارس کے خلاف جو مہم شروع کر رکھی ہے۔ اس سے باز آ جائے اور شہید علماء کرام کے قاتلوں کو منظر عام پر لایا جائے۔

۳...... دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف صلیبی اور یہودی دہشت گردی خصوصاً اسرائیلی دہشت گردی کی مذمت کی گئی۔

۴...... حدود آرڈیننس میں تبدیلی کے نام پر فحاشی و بدکرداری کا راستہ کھولنے سے حکومت باز آ جائے۔

۵...... ملک دشمن اور اسلام دشمن این جی اوز پر پابندی لگائی جائے۔

۶...... لامذہبیت کے نام قائم مذہبی گروہ اپنی متشددانہ اور غلط پالیسیوں سے باز آ جائے۔

اجلاس میں مجلس کے امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین، ناظم اعلیٰ مولانا نور الحق نور، ناظم تبلیغ مولانا اسید امام شاہ اور ناظم مالیات عنایت گل چاچا کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء نے شرکت کی۔

ختم نبوت کی کتب پر پابندی قادیانیت نوازی ہے

کوئٹہ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد، جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انوار الحق حقانی، جامع مسجد شہری کے خطیب مولانا عبداللہ منیر، جامعہ ضیاء القرآن کے رئیس مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، مدرسہ مطلع العلوم کے ناظم مولانا غلام غوث اربانوی، مجلس کے مبلغ مولانا نثار احمد، مفتی محمد شفیع نیاز، جامع مسجد طوبیٰ کے خطیب مولانا قاری محمد حنیف اور دیگر علماء نے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مذہبی منافرت کی آڑ لے کر حکومت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ردقادیانیت پرمبنی کتب پر پابندی لگا کر قادیانیت نوازی کا کھلا ثبوت دیا ہے۔ ہم اس پابندی کو مسترد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت دینی، تبلیغی جماعت ہے۔ جو پرامن اور غیر متشدد جماعت ہے۔ اتحاد بین المسلمین کی سب سے بڑی داعی ہے۔ اس کے پلیٹ فارم سے تمام مسالک شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث نے مل کر تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلائی ہے۔ اس کا مذہبی منافرت سے دور کا تعلق نہیں ہے۔ حکومت پابندی کا فیصلہ فی الفور واپس لے۔ علماء نے مطالبہ کیا کہ قادیانی لٹریچر جس میں شعائر اللہ کی توہین کی جاتی ہے۔ اس کی اشاعت وفروخت بند کی جائے اور آئین کی پاسداری کی جائے۔

7 ستمبر...... یوم تشکر

کوئٹہ...... ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر نیک نیتی کے ساتھ موثر طور پر عملدرآمد کرایا جائے۔ قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے۔ ان خیالات کا اظہار علماء کرام نے یوم تشکر (یوم تحفظ ختم نبوت) کے موقع پر مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم

نبوت پاکستان کی اپیل پر صوبے بھر میں آج جمعرات کو یوم تشکر منایا گیا۔ صوبے کے مختلف شہروں اور مقامات پر اجتماعات منعقد ہوئے۔ جس میں علماء نے شہداء ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کیا۔ جامع مسجد مرکزی کوئٹہ میں بعد نماز ظہر ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا انوار الحق حقانی نے کہا کہ 7 ستمبر کا دن مسلمانوں کے لئے خصوصی طور پر اور دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی دن ہے۔ جس دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت کا برملا اور متفقہ اعلان کرتے ہوئے قادیانیوں کو اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ قومی اسمبلی نے جمہوری طریقے سے یہ بل پاس کیا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان کی اصل اور اساس ہے۔ ختم نبوت کا منکر بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ 7 ستمبر 1974ء کے یادگار اور تاریخی فیصلہ مسلمانوں کی طویل جدوجہد کا حاصل ہے۔ نوے (90) سالہ جدوجہد میں لاکھوں علماء کرام اور مسلمان پابند سلاسل ہوئے اور ہزاروں مسلمانوں نے حضور ﷺ کے ناموس کے لئے جانیں نچھاور کیں اور ایک طویل پرامن تحریک کے ذریعے شافع محشر ﷺ کی ختم نبوت کا دفاع کیا۔ جامع مسجد سنہری میں مولانا عبداللہ منیر، جامع مسجد گول میں مولانا عبدالرحیم رحیمی، جامع مسجد سراج مین مفتی محمد شفیع نیاز، جامع مسجد عمر میں مولانا نثار احمد، جامع مسجد نورانی میں مولانا نور الدین ہاشمی نے خطاب کیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابندی بنائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد کرائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرے۔ علماء نے کہا کہ قادیانی آئین پاکستان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انتخابی فہرستوں کا بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ یہ آئین سے غداری ہے اور دنیا کو اپنی تعداد کے بارے میں دھوکہ دینا ہے۔ کیونکہ قادیانی اپنی آبادی کے بارے میں متضاد اور گمراہ کن اعداد وشمار بتا کر دھوکہ دے رہے ہیں۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کا ہنگامی اجلاس دفتر ختم نبوت میں حضرت قاری عبدالتواب الحسینی صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء اور ماہنامہ لولاک کے چیف ایڈیٹر حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب کی اچانک وفات پر رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی گئی اور ان کے اہل خانہ اور مرکزی مجلس کے قائدین سے دلی طور پر اظہار تعزیت کیا گیا۔

مقررین نے صاحبزادہ طارق محمود مرحوم کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا اور دعا کی اللہ تعالیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ان کا نعم البدل عطاء فرمائے۔

اجلاس میں وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر سے فوری طور پر پابندی ہٹائی جائے۔ حکومت کی صفوں میں شامل تمام قادیانی نواز وزراء اور مشیروں کے چہرے منظر عام پر لائے جائیں تاکہ عوام تمام قادیانی نوازوں سے بائیکاٹ کر کے ان سے نفرت کا اظہار کرے۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے راہنماء جناب حاجی محمد صدیق گذشتہ ماہ گوجرانوالہ میں انتقال فرما گئے ہیں۔مرحوم آخری وقت تک مجلس کے ساتھ وابستہ رہے۔نہایت ہی نیک دل انسان تھے۔محترم حاجی صاحب کا جنازہ ان کے بیٹے پروفیسر حافظ محمد انور نے پڑھایا۔نماز جنازہ میں شہر بھر کی دینی شخصیات اور تمام مکتبہ فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماء حضرت مولانا فقیر اللہ اختر ،حضرت مولانا سعود المجازی،حضرت مولانا محمد ذوالفقار طارق،جناب حافظ محمد ثاقب ودیگر حضرات نے مرحوم کی رحلت پر رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی۔

تعزیتی اجلاس ماتلی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ماتلی کا تعزیتی اجلاس مورخہ 17 ستمبر 2006ء کو منگھانوی اسلامی لائبریری پر منعقد ہوا۔جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ ساتھی لولاک کے چیف ایڈیٹر اور مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ کے فرزند صاحبزادہ طارق محمودؒ کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ان کی مغفرت وبلندی درجات کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور جماعتی ساتھیوں کو حوصلہ عطاء فرمائے۔

حکومت کے حالیہ اقدام یعنی حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے کتابچوں پر پابندی کی پرزور مذمت کی گئی اور حکومت وقت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ قادیانیت اور امریکہ واسرائیل کے ہاتھوں کھلونا نہ بنیں اور نہ اپنی آخرت تباہ کریں۔ان کتابچوں میں قادیانیت کے متعلق مسلمانوں کو شعور وآگہی دی گئی ہے۔اس کے علاوہ اور ہے ہی کیا جو قابل ضبط ہو۔

اس کے بالمقابل قادیانیوں کے کتابچہ سے لے کر ضخیم کتب تک سب اسلام دشمنی اور کفریہ تبلیغ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ہم حکومت وقت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مطبوعہ کتابچوں پر سے فی الفور پابندی واپس لے اور اس کی جگہ قادیانیت کی کفریہ واسلام دشمن تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگائے۔

اس اجلاس میں امیر ریاضت شاہ صاحب، ناظم خورشید علی کشمیری، ناظم تبلیغ مولانا محمد رمضان آزاد صاحب، بھائی لعل محمد صاحب، مولانا محمد رمضان کشمیری صاحب اور خادم اعجاز احمد منگھانوی ناظم مالیات نے شرکت فرمائی۔

دفتر ختم نبوت گمبٹ کے راہنماؤں کا بیان

کسی بھی حکمران کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں ترمیم کی گستاخی کرے۔حدود آرڈیننس میں ترمیم اللہ تعالیٰ کے احکامات سے بغاوت اور کھلی نافرمانی ہے۔ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے امیر حکیم عبدالواحد بروہی، عبدالسمیع شیخ، عبدالصمد مدنی اور عبداللطیف شیخ نے اپنے ایک بیان میں کیا۔انہوں نے کہا کہ حدود اللہ میں تبدیلی اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔حکمران امریکی اشارے پر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ملک میں فحاشی، عریانی اور بے حیائی کو عام کرنا چاہتے ہیں۔حدود آرڈیننس کے ذریعے خواتین کے حقوق پر کھلا ڈاکہ ہے۔جس کو عوام کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔انہوں نے کہا کہ حکومت کی صفوں میں موجود بعض عناصر خواتین کے

حقوق کے تحفظ کے نام پر حدود قوانین کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تا کہ ملک میں مغربی تہذیب وثقافت کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ کو دور کیا جا سکے۔ حدود قوانین جو براہ راست قرآن وسنت سے اخذ کردہ ہیں۔ ان میں انسانی ترمیم کی ہر گز گنجائش نہیں ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا مسلمان قوم خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں اور باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ ہر قیمت پر اسلامی تشخص اور حدود اللہ کا دفاع کیا جائے گا۔

دفتر ختم نبوت زڑہ میانہ میں اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت زڑہ میانہ کا ایک اہم اجلاس مدرسہ ضیاء العلوم میں حضرت مولانا عبدالباقی شاہ حقانی صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ اراکین کی کافی تعداد کے علاوہ اور لوگوں نے بھی شرکت کی۔

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کی اہلیہ کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعا ہوئی۔ تنظیمی ڈھانچہ کے لئے انتخابات بھی ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالباقی شاہ حقانی صاحب کو سرپرست اعلیٰ، حضرت مولانا فضل صاحب کو نائب سرپرست، حضرت مولانا حمد اللہ صاحب کو امیر، حضرت مولانا حافظ ذاکر اعظم حقانی صاحب کو نائب امیر اول، حضرت مولانا محب اللہ خان حقانی صاحب کو نائب امیر دوم، حضرت مولانا قاری سید اعظم صاحب کو ناظم دفتر اطلاعات ونشریات، جناب ڈاکٹر محمد اعظم خان صاحب کو ناظم اعلیٰ، جناب شوکت صاحب کو نائب ناظم، جناب حبیب الرحمن صاحب کو نائب ناظم دوم ڈاکٹر بدیع الزمان صاحب کو ناظم مالیات منتخب کیا گیا۔

آخر میں امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی صحت اور مرکزی کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر و دیگر اضلاع کے انتخابات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے اندرون سندھ مختلف شہروں کا دورہ کیا۔ جس میں سکھر، پنوعاقل، گھوٹکی، کندھ کوٹ، شکارپور، پانچی شریف وغیرہ میں جماعتی احباب سے ملاقات کی۔ مساجد میں درس دیا اور فتنہ قادیانیت سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ حدود آرڈیننس کو ختم کرنے کے پیچھے قادیانی لابی کام کر رہی ہے اور مسلمان انشاء اللہ ان کے عزائم کو خاک میں ملا دیں گے۔

مولانا نے کہا کہ قادیانی یہود ونصاریٰ کے ایجنٹوں کا کام کر رہے ہیں۔ اس کا ایک بہت بڑا ثبوت حالیہ دنوں میں پیش آیا کہ جب مرزا طاہر جہنم رسید ہوا تو چناب نگر سے سینکڑوں قادیانی برطانیہ گئے۔ اپنے پوپ کے جنازے میں شرکت کے لئے۔ لیکن ان لوگوں کو ویزہ لینے کے لئے برٹش ایمبیسی نہیں جانا پڑا بلکہ برٹش ایمبیسی والے چناب نگر آ گئے۔ ان کو ویزہ دینے کے لئے کیونکہ مرزا قادیانی برطانیہ کا ہی تو خود کاشتہ پودا تھا اور اس وقت بھی مرزائی پاکستان سے زیادہ برطانیہ کے وفادار ہیں۔ لیکن ہم قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہیں کہ اگر جہنم سے بچنا چاہتے ہو اور جنت میں داخل ہونے

کا ارادہ ہے تو مرزا قادیانی پر لعنت برسا کر محمد عربی ﷺ کے دامن رحمت میں پناہ لے لو۔

اس موقع پر مولانا محمد حسین نے مختلف شہروں میں مقامی جماعتوں کا انتخاب کیا۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سکھر ...... سرپرست: حضرت مولانا ابومحمد صاحب خطیب میمن مسجد سکھر، امیر: آغا سید محمد شاہ صاحب، نائب امیر اوّل: مفتی عبدالباری صاحب خطیب اللہ والی مسجد، نائب امیر دوم: مولانا اسد اللہ میمن خطیب گول مسجد، نائب امیر سوئم: قاری محمد حنیف، ناظم: مولانا عبداللطیف اشرفی خطیب الفاروق مسجد، نائب ناظم: مولانا شجاع الرحمٰن مدنی مسجد، خازن: حاجی رشید احمد، ناظم تبلیغ: قاری عبدالرحمٰن، مولانا نذیر احمد مہر عثمانیہ مسجد، پریس سیکرٹری: حافظ محمد زمان ربانیہ مسجد، آفس سیکرٹری: مولانا حق نواز اعوان۔

پنوعاقل ...... سرپرست: حضرت مولانا میاں عبدالجبار صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ بانجی شریف، امیر: قاری عبدالتواب الحسینی صاحب، نائب امیر اوّل: قاری عبدالحمید صاحب، نائب امیر دوم: حاجی بہرام خان صاحب، نائب امیر سوئم: ماسٹر عبدالرحمٰن شیخ صاحب، ناظم: قاری عبدالقادر چاچڑ صاحب، نائب ناظم اوّل: حافظ عبداللہ شیخ صاحب، نائب ناظم دوم: غلام شبیر شیخ صاحب، نائب ناظم سوئم: محمد رمضان شیخ، ناظم تبلیغ: مفتی محمود الحسن چنہ صاحب، ناظم نشرواشاعت: قاری حماد اللہ صاحب، خازن: عبدالغفار شیخ صاحب، ناظم دفتر: قاری مسعود الحسن انڈھڑ صاحب۔

گھوٹکی ...... سرپرست: پیر طریقت حضرت مولانا عبدالمجید چنہ صاحب مہتمم جامعہ بدر العلوم گھوٹکی، نائب سرپرست: سید نور محمد شاہ صاحب، امیر: مولانا خالد حسین الحسینی، نائب امیر اوّل: مولانا محمد امین، نائب امیر دوم: مفتی امام الدین گھوٹو صاحب، ناظم: مولانا محمد ہارون چنہ صاحب، نائب ناظم: مولانا حسین احمد گھوٹو صاحب، ناظم تبلیغ: مولانا سیف اللہ کلوڑ صاحب، خازن: قاری محمد حسین گھوٹو صاحب، ناظم نشرواشاعت: مولانا عبدالمالک بھٹو صاحب۔

یونین کونسل سلطان پور تعلقہ پنوعاقل ...... امیر: مولوی ایم حبیب اللہ انڈھڑ صاحب، ناظم: میاں عزیز الرحمٰن صاحب، ناظم تبلیغ: عبدالحکیم صاحب، ناظم نشرواشاعت: عبداللہ صاحب، خازن: مولوی عبیداللہ صاحب۔

گوٹھ والوانڈھڑ ...... امیر: محترم محمد یوسف صاحب، ناظم: حافظ محمد عالم صاحب، ناظم نشرواشاعت: حافظ قائم الدین صاحب، ناظم تبلیغ: مولانا محمد عابد صاحب، خازن: محمد حسین صاحب۔

گوٹھ حاجی عبدالحیٔ ...... امیر: الحاج عبدالحیٔ صاحب، ناظم: عبدالماجد صاحب، ناظم تبلیغ: عبدالحفیظ صاحب، نشرواشاعت: نعیم اللہ صاحب، خازن: عبداللہ صاحب۔

بانجی شریف ...... امیر: حافظ شہاب الدین صاحب، ناظم: مولوی عبدالشکور صاحب، ناظم تبلیغ: مولوی شاہ سعود صاحب، ناظم نشرواشاعت: زہیب علی صاحب، خازن: حافظ اورنگزیب صاحب۔

ابراہیم گوٹھ ...... امیر: حافظ عبدالرب صاحب، ناظم: قاری عبدالحسن صاحب، ناظم تبلیغ: مولانا بشیر احمد صاحب، ناظم نشرواشاعت: حافظ عبدالوہاب صاحب، خازن: عبدالحق صاحب۔

خوشخبری

حفاظ طلبأ اور پرائمری پاس طلبأ کیلئے

مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں

درجہ کتب و درس نظامی کا اجراء

* ...... اس سال مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی میں 10 شوال سے درجہ فارسی کے تینوں درجوں کا تعلیمی داخلہ ہوگا۔
* ...... پرائمری پاس طلباء کو عربی اور فارسی کے ساتھ مڈل کی تیاری کرا کر باضابطہ محکمہ تعلیم کا امتحان دلایا جائے گا۔
* ...... حفاظ طلباء کو عربی اور فارسی کے ساتھ پرائمری کی مکمل تیاری کرا کر باضابطہ محکمہ تعلیم کا امتحان دلایا جائے گا۔
* ...... آئندہ ہر سال ایک درجہ بڑھا کر ان طلباء کو عربی تعلیم خامسہ تک اور سکول کی تعلیم میٹرک تک حسب ضابطہ محکمہ تعلیم مکمل کرائی جائے گا۔
* ...... اسلامی تعلیم اور جدید تعلیم کا شوق رکھنے والے والدین اپنے بچوں کے داخلہ کے لئے 10 شوال تک مسلم کالونی چناب نگر تشریف لائیں۔
* ...... حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا اس شعبہ کے نگران اعلیٰ ہوں گے۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ نمبر:

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری ...... حضرت مولانا اللہ وسایا ...... حضرت مولانا غلام مصطفی مسلم کالونی

061-4583486   0300-7314337   047-6212611

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 4514122

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نئی مطبوعات

محض اللہ رب العزت کے فضل و کرم، احسان و توفیق، عنایت و رحمت سے فتاویٰ ختم نبوت کی جلد اول و جلد دوم کے بعد اب جلد سوم (آخری) جلد پیش خدمت ہے۔ جلد اول میں ۴۹ کتب فتاویٰ جات سے ردّ قادیانیت کے فتویٰ جات کو یکجا تبویب کر کے شائع کیا تھا۔ دوسری جلد میں ان ۲۱ رسائل و کتب فتاویٰ جات کو یکجا کیا گیا جو علیحدہ علیحدہ و کتابی شکل میں شائع ہوئے تھے۔ پہلی جلد جون ۲۰۰۵ء دوسری جلد ستمبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی اور تیسری جلد فروری ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی ہے۔

☆ فتاویٰ ختم نبوت جلد اول کے صفحات ۵۴۴ ☆ فتاویٰ ختم نبوت جلد دوم کے صفحات ۵۲۱

☆ فتاویٰ ختم نبوت جلد سوم کے صفحات ۲۶۲ ☆ میزان ۱۳۲۷

رب کریم کے کرم کو دیکھیں کہ قادیانی فتنہ کے خلاف پہلا فتویٰ سن ۱۳۰۱ھ میں شائع ہوا۔ سوا سو سال بعد ان تمام فتویٰ جات کو جمع کیا گیا تو ان کے صفحات کی تعداد بھی حذف کسر کے بعد ۱۳۰۰ قرار پائی۔

اس تیسری جلد میں ۱۷ رسائل شامل ہیں۔ ان رسائل میں "قادیانی ارتداد" کی شرعی و قانونی حیثیت پر بحث کی گئی ہے۔

قیمت جلد اول -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

قیمت جلد دوم -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

رئیس قادیان

تالیف: مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری رحمہ اللہ

قیمت -/100 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

مصنف نے قادیانیت کے بانی کی لن ترانیوں کا طلسم توڑا ہے۔ اس کتاب میں مرزا قادیانی کی دکان آرائی کے صحیح واقعات منظر عام پر آ گئے ہیں۔ ابواب کی ترتیب میں عموماً واقعات کی ترتیب کے وقوع کا لحاظ رکھا ہے۔ حصہ اول کے ۲۷ ابواب اور حصہ دوم کے ۹۹ ابواب ہیں۔ مرزا قادیانی کے لڑکپن، بھولپن، جانی، حیوانی، بڑھاپا، سیاپا کے تمام تر مستند واقعات درج ہیں۔ مرزا قادیانی کی پیدائش سے وفات تک کے تمام واقعات ایسے دلنشین انداز میں بیان کئے ہیں کہ پڑھنے سے واقعات کی فلم آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتی ہے۔ کتاب اردو ادب کا مرقع ہے۔ عمدہ کتابت، بہترین طباعت، کاغذ سفید عمدہ۔

مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کی نئی تصنیف

فراق یاراں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے ایک سو منتخب مضامین کا مجموعہ جو آپ نے وقتاً فوقتاً پاک و ہند کے علماء، مشائخ، اکابر و معاصر حضرات کی وفیات پر قلم بند کئے۔ کتاب تین صد صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جسے دیکھتے ہی پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم نے چشم پرنم سے ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے انتساب کی مکمل عبارت سماعت فرمائی۔ کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے مل سکتی ہے، براہ راست دفتر مرکزیہ ملتان سے بھی منگوائی جا سکتی ہے۔

قیمت -/60 روپے ڈاک خرچ -/40 روپے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: ۴۵۱۴۱۲۲

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. NO. M-108

سہ ماہی ردّ قادیانیت تربیتی کلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردّ قادیانیت پر تیاری کے لئے وفاق المدارس کے سند یافتہ علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے

امسال بھی

۱۵ شوال ۱۴۲۷ھ سے مجوزہ کلاس کا آغاز ہوگا

کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا ''جید اُ جید اُ'' میں وفاق کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔ نیز اردو تعلیم میں میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کورس کو قیام وطعام کے علاوہ **1000** روپے اعزازیہ بھی دیا جائے گا۔

ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے نئے علماء کرام توجہ فرمائیں

★ ۵ شوال المکرّم ۱۴۲۷ھ تک درخواست قلمی، سادہ کاغذ پر بھجوادیں۔

★ فوٹو کاپی سند وفاق المدارس، فوٹو کاپی سند میٹرک، فوٹو کاپی شناختی کارڈ ہمراہ درخواست لف کریں۔

رابطہ کیلئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی ناظم تبلیغ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۴۵۱۴۲۲-۴۵۸۳۲۸۹ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷